واقفین نو کا تعلیمی و تربیتی رسالہ

سہ ماہی | شمارہ نمبر ۱۵ | جولائی - ستمبر ۲۰۱۹ء

Waqf-e-Nau Central Department

22 Deer Park Road
London SW19 3TL, UK
Tel: +44 (0)20 8544 7633
Fax: +44 (0)20 8544 7643
email: editorurdu@ismaelmagazine.org

فہرست مندرجات

اداریہ

آج کل سوشل میڈیا، یوٹیوب، ٹی وی وغیرہ کی وجہ سے اخلاق کو درست رکھنا اور اِن چیزوں سے بُرے طور پر متاثر نہ ہونا ایک جہاد چاہتا ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم اشد ضرورت کے وقت اِن چیزوں کو استعمال کریں اور زیادہ سے زیادہ ایم ٹی اے اور جماعتی platforms کو استعمال کریں۔ اس طرح ہم ان سہولتوں کو استعمال کرنے کے نتیجہ میں اچھی صحبت اختیار کریں گے۔ چھوٹے بچوں کو اگر اِن سہولتوں کی ضرورت نہیں ہے تو انہیں اِن چیزوں سے دُور رکھنا چاہئے۔ جدید ٹیکنالوجی بشمول موبائل فون کے غلط استعمال کے نتیجے میں بچوں کے کردار پر جو منفی اثرات مرتّب ہوسکتے ہیں، اُن کے بارے میں تنبیہ کرتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے احمدی نوجوانوں اور بچوں کو نصیحت کرتے ہوئے، جرمنی میں ہونے والے اطفال الاحمدیہ کے اجتماع کے موقع پر، ارشاد فرمایا:

"پھر آج کل یہاں بچوں میں ایک بڑی بیماری ہے ماں باپ سے مطالبہ ہوتا ہے کہ ہمیں موبائل لے کر دو۔ دس سال کی عمر کو پہنچتے ہیں تو موبائل ہمارے ہاتھ میں ہونا چاہئے۔ آپ کونسا بزنس کر رہے ہیں؟ آپ کوئی ایسا کام کر رہے ہیں جس کی منٹ منٹ کے بعد فون کر کے آپ کو معلومات لینے کی ضرورت ہے؟ پوچھو تو کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے ماں باپ کو فون کرنا ہے۔ اگر ماں باپ کو آپ کے فون کی فکر نہیں ہے تو آپ کو بھی نہیں ہونی چاہئے۔ کیونکہ فون سے پھر غلط باتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ فون سے لوگ رابطے کرتے ہیں جو پھر بچوں کو ورغلاتے ہیں گندی عادتیں ڈال دیتے ہیں اس لئے فون بھی بہت نقصان دہ چیز ہے اس میں بچوں کو ہوش نہیں ہوتی کہ وہ انہی کی وجہ سے غلط کاموں میں پڑ جاتے ہیں۔ اس لئے اس سے بھی بچ کر رہیں۔ ٹی وی کا پروگرام جیسا کہ میں نے ابھی بات کی ہے اس میں بھی کارٹون یا بعض پروگرام جو معلوماتی ہوتے ہیں وہ دیکھنے چاہئیں۔ لیکن بیہودہ اور لغو پروگرام جتنے ہیں اس سے بچنا چاہئے۔" (خطاب بر موقع سالانہ اجتماع اطفال الاحمدیہ جرمنی۔ 16 ر ستمبر 2011ء)، (مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 9 ر مارچ 2012ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں جدید ٹیکنالوجی کے بد اثرات سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

☆...☆...☆

مجلسِ ادارت

مدیر اعلیٰ / مینیجر
لقمان احمد کشور

مدیر (اردو)
فرّخ راحیل

مجلس ادارت
صہیب احمد، عطاء الحیٔ ناصر
راشد مبشر طلحہ

معاون مینیجر
اطہر احمد باجوہ

سرورق ڈیزائن
زید طارق

ڈیزائن اندرون
چوہدری محمد مظہر

مدیر (انگریزی)
قاصد معین احمد
editorenglish@ismaelmagazine.org

پرنٹنگ
رقیم پریس فارنہم یوکے

آن لائن (Online)
www.alislam.org/ismael

قال اللہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

☆...وَاقۡصِدۡ فِیۡ مَشۡیِکَ وَاغۡضُضۡ مِنۡ صَوۡتِکَ ؕ اِنَّ اَنۡکَرَ الۡاَصۡوَاتِ لَصَوۡتُ الۡحَمِیۡرِ (سورۃ لقمان:20)

☆...وَقُوۡلُوۡا لِلنَّاسِ حُسۡنًا (سورۃ البقرۃ:84)

☆...یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَدۡخُلُوۡا بُیُوۡتًا غَیۡرَ بُیُوۡتِکُمۡ حَتّٰی تَسۡتَاۡنِسُوۡا وَتُسَلِّمُوۡا عَلٰۤی اَہۡلِہَا ؕ ذٰلِکُمۡ خَیۡرٌ لَّکُمۡ لَعَلَّکُمۡ تَذَکَّرُوۡنَ (النور:28)

ترجمہ:

اللہ کے نام کے ساتھ جو بے انتہا رحم کرنے والا، بن مانگے دینے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے

☆... اور اپنی چال میں میانہ رَوی اختیار کر اور اپنی آواز کو دھیما رکھ۔ یقیناً سب سے بُری آواز گدھے کی آواز ہے۔

☆... اور لوگوں سے نیک بات کہا کرو

☆... اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو یہاں تک کہ تم اجازت لے لو اور ان کے رہنے والوں پر سلام بھیج لو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے تا کہ تم نصیحت پکڑو۔

عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِنَّ مِنْ اَحَبِّکُمْ اِلَیَّ وَ اَقْرَبِکُمْ مِنِّیْ مَجْلِسًا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اَحَاسِنُکُمْ اَخْلَاقًا، وَ اِنَّ مِنْ اَبْغَضِکُمْ اِلَیَّ وَ اَبْعَدِکُمْ مِنِّیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ الثَّرْثَارُوْنَ وَ الْمُتَشَدِّقُوْنَ وَ الْمُتَفَیْہِقُوْنَ۔ قَالُوْا: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ: قَدْ عَلِمْنَا الثَّرْثَارُوْنَ وَ الْمُتَشَدِّقُوْنَ فَمَا الْمُتَفَیْہِقُوْنَ؟ قَالَ: اَلْمُتَکَبِّرُوْنَ۔ (ترمذی، کتاب البرّ و الصلۃ باب فی معالی الاخلاق)

ترجمہ:

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن تم میں سے سب سے زیادہ مجھے محبوب اور سب سے زیادہ میرے قریب وہ لوگ ہوں گے جو سب سے زیادہ اچھے اخلاق والے ہوں گے۔ اور تم میں سے سب سے زیادہ مبغوض اور مجھ سے زیادہ دُور وہ لوگ ہوں گے جو ثرثار یعنی منہ پھٹ، بڑھ بڑھ کر باتیں بنانے والے ہیں، متشدِّق یعنی منہ پھلا پھلا کر باتیں کرنے والے اور متفیہق یعنی لوگوں پر تکبر جتلانے والے ہیں۔ صحابہ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! ثرثار اور متشدّق کے معنے تو ہم جانتے ہیں، متفیہق کسے کہتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا متفیہق متکبرانہ باتیں کرنے والے کو کہتے ہیں۔

☆...☆...☆

کلام الامام

جماعت کے لئے اخلاقی نصاب

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"اخلاقی حالت ایسی درست ہو کہ کسی کو نیک نیتی سے سمجھانا اور غلطی سے آگاہ کرنا ایسے وقت پر ہو کہ اُسے بُرا معلوم نہ ہو۔ کسی کو استخفاف کی نظر سے نہ دیکھا جاوے۔ دل شکنی نہ کی جاوے۔ جماعت میں باہم جھگڑے فساد نہ ہوں۔ دینی غریب بھائیوں کو کبھی حقارت کی نگاہ سے نہ دیکھو۔ مال و دولت یا نَسبی بزرگی پر بے جا فخر کر کے دوسروں کو ذلیل اور حقیر نہ سمجھو۔ خدا تعالیٰ کے نزدیک مکرم وہی ہے جو متقی ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے اِنَّ اَکۡرَمَکُمۡ عِنۡدَ اللّٰہِ اَتۡقٰکُمۡ (الحجرات:14) دُوسروں کے ساتھ بھی پورے اخلاق سے کام لینا چاہئے۔ جو بد اخلاقی کا نمونہ ہوتا ہے، وہ بھی اچھا نہیں۔ ہماری جماعت کے ساتھ لوگ مقدمہ بازی کا صرف بہانہ ہی ڈھونڈتے ہیں۔ لوگوں کے لئے ایک طاعون ہے۔ ہماری جماعت کے لئے دو طاعون ہیں۔ اگر کوئی جماعت میں سے ایک شخص برائی کرے گا تو اس ایک سے ساری جماعت پر حرف آئے گا۔ دانشمندی، حلم اور درگزر کے ملکہ کو بڑھاؤ۔ نادان سے نادان کی باتوں کا جواب بھی متانت اور سلامت روی سے دو۔ یاوہ گوئی کا جواب یاوہ گوئی نہ ہو۔...مناسب ہے کہ...اپنے نفس کو مار کر تقویٰ اختیار کریں۔ میری غرض ان باتوں سے یہی ہے کہ تم نصیحت اور عبرت پکڑو۔

دنیا فنا کا مقام ہے۔ آخر مرنا ہے۔ خوشی دین کی باتوں میں ہے۔ اصلی مقصد تو دین ہی ہے۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 135-136۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

خدا کی ہستی کے متعلق عقلی دلائل

(قسط نمبر 11)
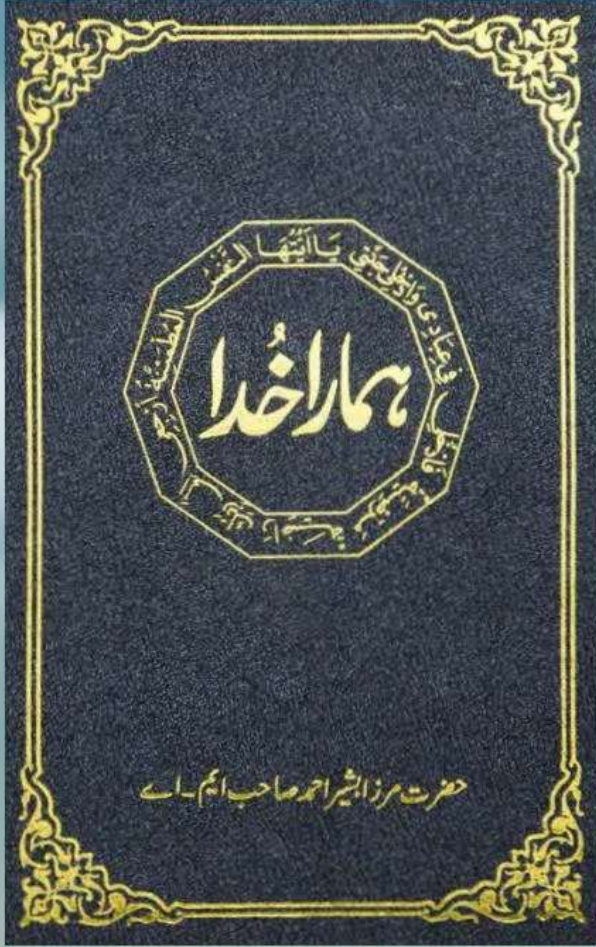
حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 14/ اگست 2016ء کو کینیڈا میں واقفین نو کی کلاس میں ایک واقفِ نو سے دریافت فرمایا:

"ہمارا خدا" جو کتاب ہے، آپ نے پڑھی ہے؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: انگریزی میں اس کا نام Our God ہے۔ اسے ضرور پڑھو۔ ہر وقفِ نو کو یہ کتاب پڑھنی چاہئے کیونکہ آجکل دہریت کا زور ہے۔

(الفضل انٹرنیشنل 9/ دسمبر 2016ء)

کائنات خلق اور نظام عالم کی دلیل

اس کے بعد میں اس دلیل کو لیتا ہوں جو عقلی دلائل میں سے سب سے زیادہ معروف ہے بلکہ دراصل یہی ایک دلیل ہے جس پر دنیا کے بیشتر حصہ کے ایمان کا دارومدار ہے اور ویسے بھی غور کیا جاوے تو در حقیقت جہاں تک انسان کی مجرّد عقل کی پہنچ ہے اس سے زیادہ روشن اور سریع الاثر دلیل خیال میں نہیں آسکتی۔ یاد رہے کہ یہاں ان دلائل و براہین کا ذکر نہیں جو آسمان سے نازل ہوتی ہیں اور جن سے خدا تعالیٰ کا وجود حق الیقین کے طور پر ثابت ہو جاتا ہے اور جن کے ذریعہ سے انسان خدا کی طرف محض اشارہ ہی نہیں پاتا بلکہ واقعی خدا کو دیکھ لیتا اور پالیتا ہے۔ بلکہ یہاں صرف عقلی دلائل کا ذکر ہے جن کی پہنچ "ہونا چاہئے" والے ایمان سے آگے نہیں اور اس قسم کے دلائل میں واقعی وہ دلیل جو میں اب بیان کرنا چاہتا ہوں ایک نہایت ہی روشن دلیل ہے اور یہ زیادہ تر اسی دلیل کی برکت ہے کہ باوجود اس کے کہ اس زمانہ میں دنیا خدا تعالیٰ کے عرفان سے گویا کلیۃً تاریکی میں ہے وہ باری تعالیٰ کے وجود سے بالکل منکر ہو جانے سے بھی بچی ہوئی ہے اور اسے اس معاملہ میں انکار کی طرف قدم اٹھانے کی جرأت نہیں ہوتی اور یہی وہ ابتدائی دلیل ہے جو ہمیشہ الٰہی کتب میں بھی غافل انسانوں کو بیدار کرنے کے لئے استعمال ہوتی رہی ہے اور قرآن شریف نے بھی اسے کثرت کے ساتھ بار بار استعمال کیا ہے۔

یہ دلیل مسبب (Effect) سے سبب (Cause) کی طرف جانے کی دلیل ہے اور اگر علمی طور پر دیکھا جاوے تو یہ دلیل دراصل دو دلیلوں کا مجموعہ ہے۔ ایک دلیل تو وہ عام معروف دلیل ہے جس میں فی الجملہ

طور پر مخلوق کے وجود سے خالق کے وجود پر استدلال کیا جاتا ہے اور یہ دلیل سادہ ہونے کی وجہ سے عامۃ الناس کو زیادہ اپیل کرتی ہے۔ دوسری دلیل وہ ہے جس میں اس عالم دنیوی کے حالات اور نظام عالم کا مطالعہ کرکے اس عالم کی پیدا کرنے والی اور اس نظام کی جاری کرنے اور قائم رکھنے والی ہستی کے وجود پر دلیل پکڑی جاتی ہے اور یہ دلیل آگے خود کئی حصوں میں منقسم ہو جاتی ہے مگر اس جگہ اختصار و سہولت کی غرض سے ان دو دلیلوں کو ایک ہی مخلوط دلیل کی صورت میں بیان کیا جاوے گا۔

پہلا حصہ دلیل کا جو مخلوق کے وجود سے خالق کے وجود کی طرف جانے سے تعلق رکھتا ہے اپنی ظاہری صورت میں بہت سادہ ہے۔ مثلاً میں دیکھتا ہوں کہ اس وقت جب کہ میں منصوری پہاڑ پر ایک دوست کے گھر میں مہمان کے طور پر ٹھہرا ہوا اس مضمون کا یہ حصہ لکھ رہا ہوں میرے سامنے میز پر بہت سی چیزیں رکھی ہیں اور ہر چیز اپنی ہستی سے مجھے ایک سبق دے رہی ہے۔ میرے سامنے کاغذ ہے۔ میرے ہاتھ میں قلم ہے۔ اس قلم میں روشنائی ہے۔ روشنائی کو خشک کرنے کے لئے میرے کاغذ کے نیچے جاذب ہے اور کاغذوں کو اِدھر اُدھر اڑنے سے بچانے کے لئے اُن پر شیشے کا ایک خوبصورت ٹکڑا رکھا ہے جسے پیپر ویٹ کہتے ہیں۔ میرے بیٹھنے کے لئے میرے نیچے کرسی ہے اور سہارا لینے کے لئے میرے سامنے میز ہے۔ میز کو صاف رکھنے اور خوشنما بنانے کے لئے میز پر ایک میز پوش ہے اور میز پر ایک طرف کچھ کتابیں رکھی ہیں جنہیں میں بوقت ضرورت مطالعہ کرتا ہوں۔ یہ سب چیزیں اس وقت میرے سامنے ہیں اور محض اپنے موجود ہونے سے میرے اندر یہ یقین پیدا کر رہی ہیں کہ انہیں کسی بنانے والے نے بنایا ہے۔ پھر میں کسی کمرے کے اندر ہوں اس کمرے کی چاروں طرف دیواریں ہیں۔ اُن کے اوپر چھت ہے۔ کمرے میں کچھ کھڑکیاں اور دروازے ہیں جن پر پردے لٹک رہے ہیں۔ کمرے کے فرش پر دری ہے اور دری پر اِدھر اُدھر کچھ سامان رکھا ہے۔ میں اِن چیزوں کو دیکھ رہا ہوں اور میرا دل اس یقین سے بھرا ہوا ہے کہ یہ چیزیں خود بخود نہیں بلکہ کسی کاریگر کی محنت کا ثمرہ ہیں۔ اگر کوئی شخص میرے پاس آئے اور مجھ سے یہ منوانا چاہے کہ یہ ساری چیزیں جو مجھے نظر آرہی ہیں انہیں کسی نے نہیں بنایا بلکہ یہ خود بخود ہی اپنی موجودہ شکل میں ظاہر ہوگئی ہیں تو میں اس کی بات کو کبھی نہیں مانوں گا اور نہ کوئی اور شخص ماننے کو تیار ہوگا۔ مگر افسوس اس دنیا میں لاکھوں ایسے لوگ ہیں جو ہم سے یہ بات منوانا چاہتے ہیں کہ یہ زمین، یہ آسمان، یہ حیوانات، یہ نباتات، یہ جمادات، یہ اجرامِ سماوی، یہ طبقاتِ ارضی، یہ جسمِ انسانی، کسی صانع کی صنعت کا ثمرہ نہیں بلکہ خود بخود ہمیشہ سے چلے آئے ہیں۔ میں ان کی بات کو کس طرح مان لوں؟ میرے سامنے اس وقت عرب کے ایک بدوی کا قول ہے جس سے کسی نے پوچھا تھا کہ تیرے پاس خدا کی کیا دلیل ہے؟ اُس نے جواب دیا:

اَلْبَعْرَۃُ تَدُلُّ عَلَی الْبَعِیْرِ وَاٰثَرُ الْقَدَمِ عَلَی السَّفِیْرِ فَالسَّمَآءُ ذَاتُ الْبُرُوْجِ وَالْاَرْضُ ذَاتُ الْفِجَاجِ اَمَا تَدُلُّ عَلَی قَدِیْرٍ

یعنی جب کوئی شخص جنگل میں سے گذرتا ہوا ایک اونٹ کی مینگنی دیکھتا ہے تو یہ سمجھ لیتا ہے کہ اس جگہ سے کسی اونٹ کا گذر ہوا ہے اور جب وہ صحرا کی ریت پر کسی آدمی کے پاؤں کا نشان پاتا ہے تو یقین کرلیتا ہے کہ یہاں سے کوئی مسافر گذرا ہے تو کیا تمہیں یہ زمین مع اپنے وسیع راستوں اور یہ آسمان مع اپنے سورج اور چاند اور ستاروں کے دیکھ کر اس طرف خیال نہیں جاتا کہ ان کا بھی کوئی بنانے والا ہوگا؟

اللہ اللہ! کیا ہی سچّا۔ کیا ہی تصنّع سے خالی مگر دانائی سے پُر یہ کلام ہے جو اس ریگستان کے ناخواندہ فرزند کے منہ سے نکلا، مگر جس کی گہرائی تک یورپ و امریکہ کا فلسفی باوجود اپنی حکمت و فلسفہ کے نہ پہنچ سکا!

(ہمارا خدا۔ مصنفہ حضرت مرزا بشیر احمدؓ۔ صفحہ 57 تا60)

☆...☆...☆

اپنے آپ کو دین کے لئے وقف کر دو

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"یہ بڑے خطرات کے دن ہیں۔ اس لئے سنبھلو اور نفسوں سے دنیا کی محبت کو سرد کر دو اور اپنے دین کی خدمت کے لئے آگے آؤ اور ان لوگوں کے علوم کے وارث بنو جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحبت پائی تا تم آئندہ نسلوں کو سنبھال سکو۔ تم لوگ تھوڑے تھے اور تمہارے لئے تھوڑے مدرس کافی تھے مگر آئندہ آنے والی نسلوں کی تعداد بہت زیادہ ہوگی اور ان کے لئے بہت زیادہ مدرس درکار ہیں۔ پس اپنے آپ کو دین کے لئے وقف کر دو۔"

(تحریک جدید ایک الٰہی تحریک جلد دوم صفحہ 284)

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم
(از تحریرات حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

(سلطان نصیر احمد۔ ربوہ)

سب نبیوں سے افضل وہ نبی ہے کہ جو دنیا کا مربی اعظم ہے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"اصل حقیقت یہ ہے کہ سب نبیوں سے افضل وہ نبی ہے کہ جو دنیا کا مربی اعظم ہے۔ یعنی وہ شخص کہ جس کے ہاتھ سے فساد اعظم دنیا کا اصلاح پذیر ہوا جس نے توحید گم گشتہ اور ناپدید شدہ کو پھر زمین پر قائم کیا۔ جس نے تمام مذاہب باطلہ کو حجت اور دلیل سے مغلوب کر کے ہریک گمراہ کے شبہات مٹائے جس نے ہریک ملحد کے وساوس دور کئے اور سچا سامان نجات کا کہ جس کے لئے کسی بے گناہ کو پھانسی دینا ضروری نہیں اور خدا کو اپنی قدیمی اور ازلی جگہ سے کھسکا کر کسی عورت کے پیٹ میں ڈالنا کچھ حاجت نہیں۔ اصول حقہ کی تعلیم سے از سر نو عطا فرمایا۔ پس اس دلیل سے کہ اس کا فائدہ اور افاضہ سب سے زیادہ ہے۔ اس کا درجہ اور رتبہ بھی سب سے زیادہ ہے۔ اب تواریخ بتلاتی ہے۔ کتاب آسمانی شاہد ہے اور جن کی آنکھیں ہیں وہ آپ بھی دیکھتے ہیں کہ وہ نبی جو بموجب اس قاعدہ کے سب نبیوں سے افضل ٹھہرتا ہے وہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔" (براہین احمدیہ حصہ دوم۔ روحانی خزائن جلد 1 ص 97 بقیہ حاشیہ نمبر 6)

وہ خدا تو نہیں
مگر اس کے ذریعہ سے ہم نے خدا کو دیکھ لیا ہے

"ہمیں بڑا فخر ہے کہ جس نبی علیہ السلام کا ہم نے دامن پکڑا ہے خدا کا اس پر بڑا ہی فضل ہے وہ خدا تو نہیں مگر اس کے ذریعہ سے ہم نے خدا کو دیکھ لیا ہے۔ اس کا مذہب جو ہمیں ملا ہے خدا کی طاقتوں کا آئینہ ہے اگر اسلام نہ ہوتا تو اس زمانہ میں اس بات کا سمجھنا محال تھا کہ نبوت کیا چیز ہے اور کیا معجزات بھی ممکنات میں سے ہیں۔ اور کیا وہ قانون قدرت میں داخل ہیں اس عقدے کو اس نبی کے دائمی فیض نے حل کیا۔ اور اسی کے طفیل سے اب ہم دوسری قوموں کی طرح صرف قصہ گو نہیں ہیں بلکہ خدا کا نور اور خدا کی آسمانی نصرت ہمارے شامل حال ہے۔ ہم کیا چیز ہیں جو اس شکر کو ادا کر سکیں۔ کہ وہ خدا جو دوسروں پر مخفی ہے اور وہ پوشیدہ طاقت جو دوسرے سے نہاں در نہاں ہے وہ ذوالجلال خدا محض اس نبی کریم ﷺ کے ذریعہ سے ہم پر ظاہر ہو گیا۔"

(چشمہ معرفت ص 381، روحانی خزائن جلد 23 ص 381)

انسانیت کا سبق دینے والا نبی

"اس کریم و رحیم خدا کا ہزار ہزار شکر ہے جس نے قرآن مجید جیسی پاک کتاب بھیج کر اور جناب خاتم الانبیاء سید الاوّلین والآخرین کو دنیا کی اصلاح کے لئے مبعوث فرما کر وحشی انسانوں کو پھر نئے سرے سے انسانیت سکھلائی اور کروڑہا دلوں کو ایمان اور عمل صالح سے منور کیا۔"

(آریہ دھرم ص 1۔ روحانی خزائن جلد 10 ص 1)

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جلّ شانہٗ کے مظہر اتم ہیں اور صفت جمالی اور جلالی کا ظہور

"جیسا کہ خدا تعالیٰ کے دو ہاتھ جلالی و جمالی ہیں اسی نمونہ پر چونکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جلّ شانہٗ کے مظہر اتم ہیں۔ لہٰذا خدا تعالیٰ نے آپ کو بھی وہ دونوں ہاتھ رحمت اور شوکت کے عطا فرمائے۔ جمالی ہاتھ کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے کہ قرآن شریف میں ہے وَمَآ أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ (الانبیاء:108) یعنی ہم نے تمام دنیا پر رحمت کر کے تجھے بھیجا ہے اور جلالی ہاتھ کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے وَمَا رَمَيْتَ

اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى (الانفال:18) اور چونکہ خدا تعالیٰ کو منظور تھا کہ یہ دونوں صفتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنے اپنے وقتوں میں ظہور پذیر ہوں اس لئے خدا تعالیٰ نے صفت جلالی کو صحابہؓ کے ذریعہ سے ظہور فرمایا۔ اور صفت جمالی کو مسیح موعود اور اس کے گروہ کے ذریعہ سے کمال تک پہنچایا۔ اِسی کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے۔ وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ۔ (الجمعة:4)

(اربعین نمبر 3 ص 79 حاشیہ۔ روحانی خزائن جلد 17 ص 421)

محمدؐ اور احمدؐ دو جُدا جُدا کمال

آپؐ کے مبارک ناموں میں سرّ یہ ہے کہ محمدؐ اور احمدؐ جو دو نام ہیں اُن میں دو جُدا جُدا کمال ہیں۔ محمدؐ کا نام جلال اور کبریائی کو چاہتا ہے جو نہایت درجہ تعریف کیا گیا ہے اور اِس میں ایک معشوقانہ رنگ ہے کیونکہ معشوق کی تعریف کی جاتی ہے۔ پس اس میں جلالی رنگ ہونا ضروری ہے۔ مگر احمدؐ کا نام اپنے اندر عاشقانہ رنگ رکھتا ہے کیونکہ تعریف کرنا عاشق کا کام ہے وہ اپنے محبوب اور معشوق کی تعریف کرتا ہے۔ اس لئے جیسے محمدؐ محبوبانہ شان میں جلال اور کبریائی کو چاہتا ہے اسی طرح احمد عاشقانہ شان میں ہو کر غربت اور انکساری کو چاہتا ہے۔ اس میں ایک ایک سرّ یہ تھا کہ آپؐ کی زندگی کی تقسیم دو حصوں پر کر دی گئی۔ ایک تو مکّی زندگی ہے جو 13 برس کے زمانہ کی ہے اور دوسری وہ زندگی جو مدنی زندگی ہے اور وہ دس برس کی ہے۔ مکّہ کی زندگی میں اسم احمد کی تجلّی تھی۔ اس وقت آپ ﷺ کی دن رات خدا تعالیٰ کے حضور گریہ و بکا اور طلبِ استعانت اور دعا میں گذرتی تھی اگر کوئی شخص آپ کی اس زندگی کے بسر اوقات پر پوری اطلاع رکھتا ہو تو اُسے معلوم ہو جائے گا کہ جو تضرع اور زاری آپؐ نے اس مکّی زندگی میں کی ہے وہ کبھی کسی عاشق نے اپنے محبوب و معشوق کی تلاش میں کبھی نہیں کی اور نہ کر سکے گا۔ ... یہ آپ کی متضرّعانہ زندگی تھی اور اسم احمد کا ظہور تھا۔ اُس وقت آپ ایک عظیم الشان توجہ میں پڑے ہوئے تھے۔ اس توجہ کا ظہور مدنی زندگی اور اسم محمد کی تجلّی کے وقت ہوا۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 178-179)

محمد (ﷺ) عربی بادشاہ ہر دو سرا
کرے ہے روح قدس جس کے در کی دربانی
اسے خدا تو نہیں کہہ سکوں پہ کہتا ہوں
کہ اس کے مرتبہ دانی میں ہے خدا دانی

کیا ہی خوش نصیب وہ آدمی ہے جس نے محمد ﷺ کو پیشوائی کے لیے قبول کیا اور قرآن شریف کو راہنمائی کے لیے اختیار کر لیا۔ اللّٰھم صل علی سیدنا ومولانا محمد و الہ واصحابہ اجمعین۔ الحمدللہ الذی ھدی قلبنا لحبہ۔ ولحب رسولہ وجمیع عبادہ المقربین۔"

(سرمہ چشم آریہ بقیہ حاشیہ ص 250-249، روحانی خزائن جلد 2 ص 300-299)

نئے مرکزِ احمدیت 'اسلام آباد' میں ایک ہفتہ

(مکرم عابد وحید خان صاحب کی ڈائریز میں سے صرف ایک مختصر انتخاب قارئین کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔ مکمل ڈائریز www.alislam.org/library/topics/diary پر دستیاب ہیں۔ آپ ان ڈائریز کو ضرور پڑھیں اور ان سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اُٹھائیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد فضل لندن کے احاطہ میں 16 بابرکت سال رہائش پذیر رہنے کے بعد 15/ اپریل 2019ء کو اسلام آباد منتقل ہو گئے۔ تب سے بہت سارے احباب نے مجھے تاریخ کے اس انتہائی اہم باب سے متعلق ڈائری لکھنے کی تحریک کی۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ چونکہ میرا اسلام آباد منتقل ہونے کے ساتھ براہ راست تعلق نہیں تھا اس لیے میں کسی بھی طرح اپنے آپ کو اس لائق نہیں سمجھتا تھا کہ اس بارے میں کچھ لکھوں۔

گو کہ وقت کے ساتھ ساتھ یہ بات واضح ہو چکی تھی کہ حضور اسلام آباد منتقل ہونے والے ہیں لیکن حضورِ انور کے احترام کی وجہ سے مجھے کبھی ہمت نہ ہوئی کہ از خود حضورِ انور سے اسلام آباد پراجیکٹ کے بارے میں کوئی سوال پوچھوں۔ حضورِ انور بذاتِ خود گذشتہ کچھ ماہ کے دوران بسا اوقات مجھے زیرِ تعمیر نئے مرکز میں جاری کام کے بارے میں کچھ فرما دیتے۔ بہت سارے ایسے احباب ہیں جو اس پراجیکٹ کو زیادہ قریب سے دیکھ رہے تھے اور وہ حضورِ انور کی اسلام آباد منتقلی کے بارے میں مجھ سے زیادہ واقف ہوں گے۔ یقیناً وہ اس کے ہر مرحلہ پر بہتر طریق پر روشنی ڈال سکیں گے۔

اس کے علاوہ 'الحکم' میں 'نیا مرکز' کے عنوان سے ایک تفصیلی مضمون شائع ہو چکا ہے جس میں حضورِ انور کے بابرکت الفاظ بھی شامل ہیں۔ اس لیے میں حضورِ انور کے اسلام آباد منتقل ہونے کے حوالہ سے شاید کوئی نئی بات بیان نہیں کر سکتا۔ تاہم یہ میری خوش قسمتی ہے کہ میں حضورِ انور کے مسجد فضل میں گزرے آخری چند ایام اور اسی طرح اسلام آباد منتقل ہونے کے بعد پہلے ہفتہ میں حضورِ انور کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتا رہا۔ اس لیے اس بارے میں چند ایک یادداشتیں بیان کرنے کی کوشش کروں گا۔

ایک بہت خاص جگہ

مرکز کی منتقلی کے بارے میں میرے جذبات بھی ہر ایک احمدی مسلمان کی طرح بالخصوص ایسے احمدی کی طرح جو لندن اور اس کے گرد ونواح میں آباد ہیں، ملے جلے تھے۔ ایک طرف تو میں افسردہ تھا کہ مسجد فضل کا دَور بطور جماعتی مرکز اختتام پذیر ہو رہا ہے اور دوسری طرف جماعت کی ترقی اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو دیکھ کر مجھے انتہائی خوشی بھی ہوتی تھی کہ اسلام آباد منتقل ہونے کا فیصلہ کیا گیا۔

مسجد فضل ایک بہت خاص جگہ تھی اور ہمیشہ رہے گی۔ ہزارہا احمدیوں کی اس مقام کے ساتھ یادیں وابستہ ہیں۔ اس جگہ سے وابستہ میری یادیں میرے بچپن سے شروع ہوتی ہیں۔ یہ وہ مسجد تھی جہاں وقتاً فوقتاً میں اپنے والدین کے ساتھ آیا کرتا تھا۔ مجھے ہارٹلے پول (Hartlepool) سے طویل اور تھکا دینے والے کار کے سفر یاد ہیں اور یہ بھی کہ کیسے ہر طرح کی تھکان حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی محبت بھری مسکراہٹ کو دیکھ کر خوشی اور فرحت میں بدل جاتی تھی۔

دسمبر 1994ء میں میری والدہ کی وفات کے چند ہفتے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے رمضان المبارک میں مجھے ایک ہفتہ مسجد فضل میں گزارنے کے لیے بلایا۔ یہاں آ کر خلافت کی محبت کی بدولت والدہ کی وفات کا غم گویا بالکل ختم ہو گیا۔ مجھے یہ سعادت بھی نصیب ہوتی کہ روزانہ حضورِ انورؒ کے ساتھ آپ کی رہائش گاہ پر سحری کروں۔ میرا دن حضورِ انور کے نواسوں کے ساتھ گزرتا۔ اس دوران کئی مرتبہ حضور کچھ لمحوں کے لیے ہمارے پاس تشریف لائے اور ہر دفعہ میرا حال پوچھا۔

سال 2000ء کے اوائل میں، اپنے والد صاحب کی وفات کے بعد مسجد فضل ہی وہ جگہ تھی جہاں میں اپنے غم کے زخموں کو مندمل کرنے کے لیے گیا۔ ان کی وفات کے چند دن بعد میرا سارا خاندان حضور سے ملاقات کرنے گیا۔ میرے بڑے بھائی اور بڑی بہنوں کے علاوہ میرے انکل اور آنٹیاں بھی اس ملاقات میں شامل تھیں۔ میں حضور کے دفتر کے ایک کونے میں بیٹھا ہوا تھا۔ میرا خیال تھا کہ حضور مجھے دیکھ نہیں سکتے تھے لیکن آپ نے مجھے دیکھا اور میرے کرب اور غم کو محسوس کیا۔ میں حیران رہ گیا جب حضور اپنے سامنے والی کرسیوں کے اوپر سے میری طرف جو کہ ایک سترہ سال کا ناکارہ اور کمزور سالڑکا تھا متوجہ ہوئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے بہت محبت اور شفقت سے فرمایا:

"مجھے تمہاری بڑی فکر ہے۔"

حضورؒ نے پھر میرے بہن بھائیوں اور بڑے رشتہ داروں کی طرف دیکھا اور فرمایا:

"بہتر ہے کہ عابد کی شادی ہو جائے۔ یہ جوان ہو چکا ہے اور ابھی تک settle نہیں ہوا۔"

یہ جان کر کہ حضور میرے لیے فکر مند ہیں اور لازماً میرے لیے دعا بھی کریں گے، میرا خوف اور مایوسی دُور ہو گئی۔

یہ کرب اور خوف کی کیفیت اپریل 2003ء میں اس وقت لَوٹ آئی جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا وصال ہوا۔ مجھے یہ ڈر محسوس ہوا کہ خلافت سے میرا ذاتی رشتہ اور تعلق گویا ختم ہو گیا ہے۔ لیکن محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے سب سے زیادہ بابرکت ایام، سب سے زیادہ خوش قسمت لمحات، سب سے زیادہ محبت بھرے لمحے آئندہ آنے والے تھے جو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی معیّت میں گزرنے تھے۔

مسجد فضل وہی مسجد تھی جہاں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے میری شادی کروائی۔ یہ وہی مسجد تھی جہاں حضور نے انتہائی مایوسی کے دنوں میں ہمیں یہ یقین دہانی کرائی کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اولاد کی نعمت عطا فرمائے گا۔ اور سب سے زیادہ قابلِ ذکر امر یہ کہ یہ وہی مسجد تھی جہاں حضور نے ایک نوجوان اور ناتجربہ کار لڑکے کی خدمت کو قبول فرمایا۔ یہ وہی مسجد تھی جہاں اگلے 12/سال مَیں نے حضور سے بہت کچھ سیکھنے، آپ کی محبت کو محسوس کرنے، خلافتِ احمدیہ کی عظمت کا بارہا تجربہ کرنے، زندگی کے اسلوب سیکھنے، اور دنیا کے عظیم ترین استاد سے ہزاروں ملاقاتوں کے دوران روزانہ کی بنیاد پر حقیقی روحانیت اوراعلیٰ ترین دیانتداری کے معیار کا مشاہدہ کرنے کی سعادت پائی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

مسجد فضل میرے لیے جائے امن تھی۔ یہ میری زندگی کا محور تھی۔ پس جہاں ادب اور اطاعت کی وجہ سے میں نے حضور سے کبھی اسلام آباد منتقل ہونے کے بارے میں نہیں پوچھا، وہاں یہ خوف کی وجہ سے بھی تھا۔ نامعلوم ساخوف! اسلام آباد میں زندگی کیسی ہوگی؟ کیا یہ مختلف ہوگی؟ کیا یہ کبھی پہلے جیسی بھی ہو سکتی ہے؟

میرے جیسے افراد دور اندیشی سے کام نہ لیتے ہوئے صرف یہ دیکھتے ہیں کہ چیزیں ہمیں ذاتی طور پر کس طرح متاثر کرتی ہیں، جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح ہمیشہ جماعت کی مجموعی ضروریات پر نظر رکھتے ہیں۔ چنانچہ یہ بات حضورانور کے 12/ اپریل 2019ء کے خطبہ جمعہ سے ایک دفعہ پھر ثابت ہوئی جب حضور نے اسلام آباد منتقل ہونے کا ذکر فرماتے ہوئے اس

کی وجوہات بیان فرمائیں۔ حضورِ انور نے یہ واضح فرمایا کہ یہ ضروری تھا اور اللہ تعالیٰ کی مشیت کے مطابق بھی۔

مسجد فضل میں آخری ملاقات

روانگی سے ایک دن قبل 14/ اپریل 2019ء کو میں صبح کے وقت مسجد فضل میں حاضر ہوا جس وقت اقوام متحدہ کے ایک سینئر مندوب کی حضور انور کے ساتھ ملاقات تھی۔

حضورِ انور کا دفتر زیادہ تر خالی ہو چکا تھا۔ کتابوں والی الماری جو کہ پہلے مکمل طور پر بھری ہوتی تھی، اب بالکل خالی تھی۔ پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کا دفتر مختلف ڈبوں سے پوری طرح بھرا ہوا تھا۔ سامان سے بھرے ڈبے پیک ہو چکے تھے یا پیکنگ کے مراحل میں تھے۔ بہت سارے پہلے ہی اسلام آباد بھجوائے جا چکے تھے۔

مہمان کے ساتھ ملاقات اچھی رہی۔ انہوں نے حضور کی روزمرہ مصروفیات پر حیرانی کا اظہار کیا۔ اس پر حضورِ انور مسکرائے اور فرمایا:

"جس آدمی نے آپ کو میرے شیڈیول کے بارے میں بتایا ہے اسے میرے شیڈیول کا پانچ، دس فیصد ہی پتا ہے!"

میٹنگ کے آخر پر مہمان نے حضورِ انور کے ساتھ تصویر بنوانے کی درخواست کی۔ جماعت کے فوٹوگرافر عمیر علیم صاحب نے تصویر بنائی۔ حضورِ انور کی مسجد فضل میں کسی اعلیٰ عہدیدار کے ساتھ آخری ملاقات کے اختتامی لمحات کو محفوظ کرنے کے لیے ایم ٹی اے کا ایک نمائندہ بھی موجود تھا۔

میں حیران رہ گیا جب آفیشل فوٹو کے بعد حضور نے مجھے دوسری تصویر میں شامل ہونے کا ارشاد فرمایا۔ گذشتہ سالوں میں سینکڑوں مہمانوں اور اعلیٰ عہدیداروں کے ساتھ ہونے والی تصاویر کے وقت مَیں موجود ہوتا تھا لیکن اس سے پہلے کبھی یہ سعادت میرے حصے میں نہ آئی تھی۔

مجھے یوں لگا جیسے شاید حضور نے یہ خیال فرمایا ہو کہ مسجد فضل میں یہ کسی مہمان کے ساتھ آخری تصویر ہے اس لیے ازراہِ شفقت آپ نے مجھے بھی اس تاریخی لمحے میں شامل فرما دیا۔ اس پر میرا دل شکر کے جذبات سے پُر تھا۔

ایک نیا مرکز

15 /اپریل 2019ء کو نماز عصر کے کچھ دیر بعد حضورِ انور مسجد فضل سے روانہ ہوئے۔ اگرچہ میں جانتا تھا کہ مجھے روزانہ اسلام آباد میں حضورِ انور کی خدمت میں حاضر ہونے کی سعادت حاصل رہے گی لیکن پھر بھی اُس وقت وہاں پر حضورِ انور کو الوداع کہنے کے لیے موجود دو ہزار سے زائد احباب سمیت میری کیفیت بھی بہت جذباتی تھی۔

حضورِ انور کے مسجد فضل سے رخصت ہونے پر جو بھی غم تھا وہ اسلام آباد کمپلیکس کو پہلی بار دیکھتے ہی فی الفور انتہائی خوشی میں بدل گیا۔ یہ ایک نہایت مسحور کن منظر تھا۔ اس میں وہ سب کچھ تھا جو میں نے تصور کیا تھا بلکہ شاید اس سے بھی کہیں زیادہ۔ یہ مسجد نہایت خوبصورت اور دیدہ زیب ڈیزائن کی تھی اور یقیناً یہ جگہ خلافت کے مسکن کے طور پر موزوں تھی!

پرائیویٹ سیکرٹری، ایڈیشنل وکالت تبشیر، ایڈیشنل وکالت مال اور وکالت تعمیل و تنفیذ کے نَو تعمیر شدہ دفاتر ابھی پوری طرح کام کے لیے تیار نہ تھے۔ مگر پھر بھی پہلے دفاتر سے بہتر ڈیزائن کیے گئے ہیں اور یقیناً کام

کرنے کے لیے زیادہ موزوں ثابت ہوں گے۔

ابھی تک میں نے وہ دفتر نہیں دیکھا تھا جسے دیکھنے کی مجھے سب سے زیادہ تمنا تھی اور وہی واحد دفتر تھا جسے دیکھنے میں مجھے دلچسپی تھی۔ حضورِ انور اور آپ کے نئے دفتر کو دیکھنا میرے لیے ایک نہایت جذباتی خواہش بن چکا تھا۔

نیا دفتر، پرانا معمول

کئی سال سے مجھے حضورِ انور کی خدمت میں روزانہ حاضر ہونے کی توفیق مل رہی ہے۔ چنانچہ جب یہ بات واضح ہوئی کہ حضورِ انور اسلام آباد تشریف لے جارہے ہیں تو میں اس سوچ میں رہا کہ کیا مجھے اب بھی یہ بابرکت سعادت نصیب ہوگی یا نہیں!

مجھے ذاتی طور پر شعر و شاعری سے کچھ زیادہ شغف نہیں مگر نئے دفاتر میں جانے سے کچھ ہفتے قبل مجھے خواہش پیدا ہوئی کہ میں اپنے دلی جذبات حضورِ انور کی خدمت میں پیش کروں۔ سو میں نے چند ایک اشعار لکھے۔ شاعری سے واقف لوگ انہیں یقیناً غیر معیاری اور بالکل عام سے اشعار تصور کریں گے۔

میں خود بھی حضورِ انور کی طرف سے کسی جواب کا منتظر نہ تھا مگر چند دن بعد ہی مجھے حضورِ انور کا خط ملا جس میں لکھا تھا کہ حضور نے میری نظم پڑھی ہے۔

گو مَیں نے اس میں حضور کو روزانہ رپورٹ کرنے کے معمول کے حوالے سے کوئی بات نہیں کی تھی، مگر حضور نے کچھ اس طرح جواب دیا کہ آپ ان خدشات کو جو مَیں محسوس کر رہا تھا اچھی طرح سمجھ گئے ہیں۔

حضورِ انور نے اپنے دستِ مبارک سے تحریر فرمایا:

"خواہ میں اسلام آباد میں ہوں یا لندن میں، تمہارا معمول وہی رہے گا۔ تم روزانہ مجھے رپورٹ کیا کروگے۔"

بہرحال جب 16/اپریل 2019ء کی شام مَیں اسلام آباد میں حضورِ انور کے نئے دفتر کے باہر بیٹھا ہوا تھا تو معمول سے زیادہ نروس تھا۔ سوا چھ بجے منیر جاوید صاحب، پرائیویٹ سیکرٹری نے جب میرا نام پکارا تو میں نے ایک لمبا سانس بھرا اور حضور کے دفتر میں داخل ہوگیا۔ حضورِ انور اپنی میز پر کام میں مصروف تھے لیکن جب میں اندر داخل ہوا تو حضور نے مجھے دیکھا اور مسکرائے۔ یہ ایک نہایت محبت اور شفقت بھری مسکراہٹ تھی۔

حضورِ انور کا چہرہ چمک رہا تھا۔ آپ نہایت پُر وقار اور شگفتہ لباس میں ملبوس تھے۔ آپ نے شلوار قمیص اور اچکن زیبِ تن فرما رکھی تھی مگر پگڑی اتاری ہوئی تھی۔

حضورِ انور کا دفتر پہلے والے دفتر سے زیادہ کشادہ تھا۔ لمبائی میں تو کافی بڑا تھا اور کچھ حد تک چوڑائی میں بھی۔ ابھی تک دفتر کی سیٹنگ مکمل نہیں ہوئی تھی۔ گو کہ حضورِ انور کی کرسی کے عقب میں موجود کئی الماریوں میں کتب رکھی جا چکی تھیں مگر کئی ایک خالی بھی تھیں۔ ایک طرف ایک الماری تھی جس میں وہ تصاویر اور قیمتی اشیاء تھیں جو حضور مسجد فضل میں رکھا کرتے تھے۔ قالین کی بجائے فرش پر ٹائلیں نصب تھیں۔

حضور کے دفتر میں ایک چیز جو پہلے جیسے ہی رہی وہ حضور کی میز پر موجود کاغذات وغیرہ تھے۔ اس پر وہی تمام فائلیں موجود تھیں جن پر حضورِ انور سارا دن کام کرتے تھے۔ گھر تبدیل کرنے کے دوران بھی حضورِ انور کا کام متاثر نہ ہوا تھا بلکہ پہلے کی طرح جاری رہا۔ میں آہستہ آہستہ حضور کی میز کی طرف بڑھا کیونکہ میں غلطی سے بھی کسی چیز کو گرانا نہیں چاہتا تھا اور حضورِ انور کے دفتر میں گزرنے والا ایک ایک لمحہ خاص

احساس میں گزارنا چاہتا تھا۔ جب میں حضور کی میز کے سامنے بیٹھ گیا تو حضورِ انور کی دل نشیں مسکراہٹ نے میرا استقبال کیا اور آپ کے الفاظ نے میرا دل باغ باغ کر دیا۔ حضورِ انور نے فرمایا:

"اس دفتر میں پہلی ملاقات تم کر رہے ہو۔"

یہ الفاظ سن کر جہاں میں اپنی اس سعادت پر خوش ہو رہا تھا وہاں اس ناچیز پر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو سوچ کر آنکھیں بھر آئیں۔ میں جذبات پر قابو نہ رکھ سکا اور میری آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔ میں یہ لمحات زندگی بھر نہیں بھلا سکوں گا۔ جب تک میں زندہ رہوں گا میں اپنے آپ کو خوش نصیب سمجھوں گا کہ میں خلیفۃ المسیح کے ساتھ آپ کے اسلام آباد کے دفتر میں ملاقات کرنے والا پہلا شخص تھا۔ الحمد للہ

شاید حضور نے بھانپ لیا کہ میں جذبات پر قابو نہیں رکھ پا رہا تو آپ نے بات کا رخ بدل دیا اور دریافت فرمایا کہ مجھے اسلام آباد آنے میں کتنا وقت لگا؟ میں نے عرض کیا کہ ایک گھنٹہ۔ کیونکہ ایک جگہ راستہ بدلنے کی وجہ سے مجھے 15 منٹ تاخیر ہوئی تھی۔ اس کے جواب میں حضورِ انور نے فرمایا:

"یہ کوئی زیادہ وقت نہیں۔"

دل تو بہت چاہ رہا تھا کہ حضور مجھ پر ترس ہی کھا لیں! مگر حضورِ انور نے تو واضح فرما دیا کہ ایک گھنٹے کا سفر واقفِ زندگی کے لیے کچھ زیادہ نہیں۔ یہ بھی حضورِ انور کا تربیت کا ایک طریق تھا۔ ایک لمحہ قبل آپ نے ہی مجھے بتایا تھا کہ میں آپ کے دفتر میں شرفِ ملاقات کرنے والا پہلا شخص تھا۔ اور دوسرے ہی لمحے مجھے بتا دیا کہ میں کسی خاص ذاتی سہولت کی توقع نہ رکھوں۔ آپ ایک لمحے میں آسمان سے مجھے زمین پر لے آئے!

جب میں حضور کے دفتر میں تھا تو احساس ہوا کہ مجھے مسجد فضل سے زیادہ اونچا بولنا پڑے گا۔ کیونکہ یہ دفتر زیادہ کشادہ اور چھت اونچی تھی اس لیے حضورِ انور اور میرے درمیان فاصلہ بھی کچھ زیادہ تھا۔

میں نے فوراً حضورِ انور کی خدمت میں مبارک باد پیش کی اور عرض کیا کہ حضور کا نیا دفتر خلافتِ احمدیہ کے مقام کی نسبت سے زیادہ موزوں ہے۔ مجھے یہ بات خاص طور پر اچھی لگی کہ دفتر بالکل مستطیل نما تھا جبکہ مسجد فضل والا دفتر چونکہ وقت کے ساتھ ساتھ وسیع کیا گیا تھا اس لیے اس کی ہیئت بظاہر بے قاعدہ سی تھی۔

حضورِ انور کی طبیعت میں عاجزی اور سادگی کچھ ایسی ہے کہ آپ کو صرف کام کے لیے جگہ چاہیے۔ آپ کو بہت زیادہ کھلی یا غیر معمولی جگہ کی ضرورت نہیں ہوتی۔ درحقیقت حضورِ انور اپنے پہلے دفتر سے زیادہ مانوس تھے۔

حضور نے فرمایا:

"مجھے اپنا مسجد فضل والا دفتر زیادہ پسند تھا۔ ویسے میں نے ابھی اس دفتر کی setting مکمل نہیں کی اور شاید یہاں ایک صوفہ بھی رکھا جائے، پھر دیکھیں گے کیسا لگتا ہے۔"

ان ابتدائی لمحات کے بعد حضورِ انور نے مجھے ڈیلی بریفنگ (daily briefing) پیش کرنے کی ہدایت فرمائی اور حضور نے وہ پریس ریلیز بھی چیک کی جو میں نے اسلام آباد منتقل ہونے کے حوالے سے تیار کی تھی۔ آپ نے خود کئی چیزیں درست فرمائیں اور کئی ایک جملوں میں اپنے قلم مبارک سے تصحیحات کیں۔

دفتری امور سے متعلق میٹنگ مکمل ہونے کے بعد حضورِ انور نے ازراہِ شفقت مجھے مزید کچھ وقت دفتر میں رہنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ اس پر میں نے حضورِ انور سے ایک سوال پوچھا جو میرے دل میں حضور کے مسجد فضل سے رخصت ہونے کے وقت سے تھا۔ میں نے عرض کیا:

"حضور کل جب آپ مسجد فضل سے رخصت ہوئے تو کیا آپ جذباتی ہوئے تھے؟"

حضورِ انور نے فرمایا: "یہ میرا طریق نہیں ہے کہ زیادہ جذباتی ہو جاؤں۔ میں جہاں بھی جاتا ہوں جلد ہی settle ہو جاتا ہوں۔ میرا ہمیشہ سے یہی طریق رہا ہے۔ اسلام آباد میں مجھے اپنی نئی routine کا عادی ہونے میں صرف ایک گھنٹہ لگا۔ اور رات کو مجھے بغیر کسی دِقت کے پر سکون نیند آئی۔"

نہایت دلآویز انداز میں حضورِ انور نے مزید فرمایا:

"لیکن میں مسجد فضل 15-16 سال رہا ہوں اس لیے اس میں شک نہیں کہ میرا مسجد فضل سے ایک تعلق ہے اور اس سے بہت ساری یادیں وابستہ ہیں۔ وہاں مَیں روزانہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا مشاہدہ کرتا رہا ہوں۔ جب میں وہاں سے روانہ ہوا تو یقیناً مسجد فضل سے لگاؤ کے جذبات تھے اور یہ ہمیشہ میرے دل میں رہیں گے۔"

پھر حضورِ انور نے دریافت فرمایا کہ مسجد فضل میں آج نمازِ فجر پر کتنے لوگ حاضر تھے۔ میں نے وہاں قریب رہنے والے ایک دوست سے بذریعہ text پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ مسجد تقریباً بھری ہوئی تھی۔ حضور یہ سن کر خوش ہوئے۔ لیکن کچھ دن بعد حضور کو بتایا گیا کہ نماز فجر پر حاضری کم ہو گئی ہے۔

اس کے بعد حضورِ انور نے مجھے فرمایا کہ کھڑکیوں سے دفتر کے باہر

دونوں طرف کا نظارہ کروں۔

حضور نے یہ بھی فرمایا کہ دفتر کے بالکل پیچھے والے کمرے کو بھی دیکھوں جو کہ ابھی تک پوری طرح تیار نہیں ہوا تھا لیکن جب یہ مکمل تیار ہو جائے گا تو اسے چیدہ چیدہ مہمانوں سے ملاقات کے لیے استعمال کیا جائے گا جیسا کہ مسجد فضل والے دفتر سے ملحقہ کمرہ استعمال ہوا کرتا تھا۔

ملاقات ختم ہونے کے بعد جونہی میں حضورِ انور کے دفتر سے باہر نکلا تو مجھے یہ محسوس ہوا کہ حضور اسلام آباد تشریف لا کر خوش اور مطمئن ہیں۔ یہ بات بھی میرے ذہن میں آئی کہ کس طرح 24 گھنٹے کے اندر دنیا کا مرکز Surrey کا ایک چھوٹا سا گاؤں بن گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی رحمتیں

اگلے دن سہ پہر کے وقت میں ملاقات کے لیے حاضر ہوا اور رپورٹ پیش کی۔ حضور نے فرمایا کہ کیا میں نے اسلام آباد میں نو تعمیر شدہ رہائشی مکان دیکھے ہیں؟ میں نے عرض کیا حضور صرف باہر سے دیکھے ہیں۔ اس پر حضور نے فرمایا:

"اگر حافظ اعجاز صاحب (استاد جامعہ احمدیہ) کے ساتھ تمہارے اچھے تعلقات ہیں تو ان سے کہو، شاید وہ تمہیں اپنا گھر دکھا دیں۔"

حضورِ انور نے مجھے یہ بھی بتایا کہ بڑے (multi-purpose) ہال کو کیسے تعمیر کیا گیا ہے۔ چھت سبز رنگ کے ایک خاص مواد سے ڈھانپی گئی ہے تا کہ اسلام آباد کے گردونواح میں جو مجموعی طور پر سرسبز ماحول ہے وہ متاثر نہ ہو۔

حضور نے نہایت افسوس کے ساتھ یہ بھی بیان فرمایا کہ حضور کے علم میں آیا ہے کہ بعض لوگوں نے یہ باتیں کی ہیں کہ اسلام آباد کی تعمیر پر بہت زیادہ خرچ کر دیا گیا ہے۔

جب حضور یہ فرما رہے تھے تو صاف ظاہر تھا کہ اس بات سے حضورِ انور کو بہت تکلیف اور دکھ پہنچا تھا۔

حضورِ انور نے فرمایا:

"کیا ان لوگوں کو معلوم نہیں کہ اسلام آباد کے پراجیکٹ کے لیے کوئی خصوصی تحریک نہیں کی گئی۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے تعمیر ہوا ہے۔ دنیا بھر میں کسی جگہ بھی جماعت کے کسی پراجیکٹ کو اس کی وجہ سے روکا نہیں گیا۔ مثلاً مالی میں ابھی حال ہی میں ایک بہت خوبصورت مسجد کا افتتاح ہوا ہے۔"

حضورِ انور نے ایک سوشل میڈیا پوسٹ کا بھی ذکر کیا جو میں آپ کو دکھا چکا تھا جس میں راولپنڈی کے ایک احمدی نے اسلام آباد پراجیکٹ پر اعتراض کرنے والوں کے جواب میں لکھا تھا کہ جب کوئی شخص بیعت کر لے تو اس کی ذاتی پسند اور ناپسند خود بخود خلیفۂ وقت کی پسند ناپسند کے مطابق ہو جانی چاہیے۔ اور یہی ایک متحد جماعت کی پہچان ہے۔

حضورِ انور نے فرمایا:

"یہ بات ایک سچے احمدی کی نمائندگی کرتی ہے۔"

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا نئے مرکز احمدیت اسلام آباد میں ورودِ مسعود مقدّر میں لکھی بات

جمعرات 18/ اپریل 2019ء کو مَیں حضورِ انور کے دفتر میں داخل ہوا اور عرض کیا کہ مَیں نے اسلام آباد میں حافظ اعجاز صاحب کا گھر دیکھا ہے جن کی فیملی کو اسلام آباد کے نَو تعمیر ہونے والے کمپلیکس میں سب سے پہلے رہائشی ہونے کا اعزاز حاصل ہوا ہے۔

حضور یہ سن کر خوش ہوئے۔ اور آپ نے اسلام آباد میں واقفینِ زندگی کے لیے تعمیر ہونے والے گھروں کے بارے میں مزید تفصیلات بیان فرمائیں۔

حضورِ انور نے فرمایا:

"ان شاء اللہ جب تمام گھر تیار ہو جائیں گے تو یہاں ایک پوری کمیونٹی بن جائے گی۔ مسجد اور دیگر عمارات پر ابھی مزید کام ہونے والا ہے۔ اور جب یہ مکمل ہو جائے گا تو ہم بچوں کے لیے ایک چھوٹا سا پارک بھی بنائیں گے تا کہ وہ اس میں کھیل سکیں۔"

اس کمپلیکس کی تعمیرات اور ان کے ڈیزائن کی تمام تر تفصیلات حضورِ انور کی راہنمائی اور ہدایات کے مطابق تیار ہوئی ہیں۔ اور جس طرح حضور نے اس کا نقشہ کھینچا اس سے یوں محسوس ہوا کہ یہ زمین پر ایک جنت ہے۔

اُس دن کی بقیہ ملاقات میرے لیے انتہائی شرمندگی اور صد افسوس کا باعث تھی۔ MTA News کی تیار کردہ ایک رپورٹ جو حضورِ انور کے اسلام آباد منتقل ہونے کے بارے میں تھی، میں پہلے ہی منظوری کے لیے پیش کر چکا تھا۔ ملاقات کے دوران حضورِ انور نے فرمایا کہ یہ رپورٹ مناسب نہیں ہے۔ حضور نے مزید فرمایا کہ رپورٹ کے الفاظ اور tone سے غلط تأثر ملتا ہے۔

حضورِ انور نے فرمایا:

"رپورٹ میں تم نے یہ واضح نہیں کیا کہ اسلام آباد منتقل ہونا میرے دور میں شروع ہونے والی کوئی نئی بات نہیں ہے بلکہ یہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی خواہش تھی۔ یہ اُس وقت سے مقدّر تھا جب سے اسلام آباد کی

زمین خریدی گئی تھی۔ یہ درحقیقت ایک نشان ہے کہ کس طرح خلافتِ احمدیہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن کو پورا کر رہی ہے۔ اگر کوئی کام ایک دَورِ خلافت میں مکمل نہیں ہوتا تو اللہ تعالیٰ اسے آئندہ دَور میں پورا فرما دیتا ہے۔ میں نے اپنے خطبے میں بھی بیان کیا تھا کہ ہر چیز کا ایک وقت مقرر ہوتا ہے۔"

مجھے انتہائی شرمساری اور دکھ ہوا مگر پھر بھی مَیں نے حضورِ انور کی شفقت اور محبت کا مشاہدہ کیا۔ رپورٹ کی غلطیوں کی نشاندہی کرنے کے بعد حضور نے بہت شفقت کے ساتھ میری راہنمائی فرمائی کہ اسے کس طرح بہتر بنایا جا سکتا ہے اور آپ نے بذاتِ خود سکرپٹ (script) کے بعض حصے لکھوائے۔ جب ملاقات ختم ہوئی اور میں باہر نکلنے لگا تو حضور نے فرمایا:

"حضرت مصلح موعودؓ کے زمانے میں ایک سال جلسہ سالانہ کے پہلے دن حضرت مصلح موعودؓ نے محسوس کیا کہ جلسہ گاہ میں لوگوں کے سہولت کے ساتھ بیٹھنے کے لیے جگہ کم ہے۔ اس بات کا ذکر آپؓ نے اپنے افتتاحی خطاب میں بھی فرمایا۔"

اس کے بعد جو ہوا اس کو بیان کرتے ہوئے حضورِ انور نے فرمایا:

"حضرت مصلح موعودؓ کے الفاظ سن کر حضرت مرزا ناصر احمدؒ نے نوجوانوں کو اکٹھا کیا اور ساری رات جلسہ گاہ کو کشادہ کرنے اور ضروری سہولیات فراہم کرنے کے لیے کام کیا۔ اگلی صبح جب حضرت مصلح موعودؓ نے یہ دیکھا تو آپ بہت خوش ہوئے۔"

حضورِ انور نے فرمایا: "یہ ہے وہ جذبہ جس کے ساتھ MTA کے کارکنان اور واقفینِ زندگی کو ہمیشہ سب کام کرنے چاہئیں۔ جس کسی نے بھی اسلام کی خاطر اپنی زندگی وقف کی ہے اسے ہرگز یہ خیال نہیں ہونا چاہیے کہ رات کے آٹھ بج گئے ہیں اور اب کام ختم۔ بلکہ انہیں اُس وقت تک آرام سے نہیں بیٹھنا چاہیے جب تک کام ٹھیک طریقے سے مکمل نہ ہو جائے۔"

میں اس افسوس کے ساتھ میٹنگ سے رخصت ہوا کہ خلیفۂ وقت جو معیار چاہتے ہیں ہم اس تک نہیں پہنچ سکے لیکن مجھے یقین تھا کہ اب ہم بہت بہتر رپورٹ تیار کر سکیں گے کیونکہ حضورِ انور نے بہت واضح راہنمائی اور ہدایات عطا فرمائی تھیں۔

میں نے اپنی کار میں بیٹھ کر نیوز رپورٹ کا سکرپٹ (script) دوبارہ لکھا اور پھر MTA ٹیم رات دیر تک کام کر کے حضورِ انور کی ہدایات کے مطابق رپورٹ تیار کرنے میں کامیاب ہو گئی۔

الحمدللہ اگلے دن حضورِ انور نے فرمایا کہ میں نے نئی رپورٹ دیکھ لی ہے جو بہت بہتر ہے۔ البتہ حضور نے یہ بھی توجہ دلا دی کہ ہمیں عاجزی کے ساتھ رہنا چاہیے۔

حضورِ انور نے فرمایا: "تمہاری نظر ثانی شدہ رپورٹ ابتدائی ڈرافٹ سے بہت بہتر ہے لیکن میں نہیں سمجھتا کہ اسے اتنی پذیرائی ملے گی جتنی 'الحکم' کے مضمون کو ملی ہے جو آج شائع ہوا ہے جس میں مسجد فضل کی یادوں اور یہاں منتقل ہونے کی وجوہات کا ذکر ہے۔" (نوٹ: اس مضمون کے لیے ملاحظہ فرمائیں ہفت روزہ 'الحکم' 19/ اپریل 2019ء)

اس پر میں نے عرض کیا: "حضور، آپ نے درست فرمایا الحکم کا مضمون بہت بہتر ہے کیونکہ اس میں اس مرکز میں منتقل ہونے کے بارے میں حضورِ انور کے اپنے الفاظ درج ہیں۔ خلیفۂ وقت کے اپنے الفاظ کے قریب بھی کوئی اور چیز نہیں پہنچ سکتی۔"

لندن آنے جانے کا سفر

جمعۃ المبارک، 19/ اپریل 2019ء کو حضورِ انور اسلام آباد منتقل ہونے کے بعد پہلی مرتبہ یہاں سے روانہ ہوئے۔ حضورِ انور خطبہ جمعہ ارشاد فرمانے کے لیے بیت الفتوح تشریف لے گئے۔ اور جمعہ کے فوراً بعد اسلام آباد واپس تشریف لے آئے۔

نمازِ عصر کے تھوڑی دیر بعد میری حضورِ انور کے ساتھ ملاقات تھی جس میں مَیں نے عرض کیا کہ حضور کا بیت الفتوح کا سفر کیسا رہا؟

حضورِ انور نے فرمایا:

"جاتے ہوئے لندن سے آنے والی ٹریفک کافی زیادہ تھی، چونکہ ایسٹر (easter) کا ہفتہ ہے اس لیے بہت سارے لوگ چھٹیاں منانے جا رہے ہوں گے۔ شکر ہے لندن کی طرف جانے والی سڑک زیادہ تر خالی تھی اس لیے ہم وقت پر پہنچ گئے اور خطبہ بھی وقت پر شروع ہو گیا۔ اسلام آباد واپس آتے ہوئے بھی سڑک خالی تھی اور ہم جلدی واپس پہنچ گئے۔ میں نے تقریباً اسی وقت دوپہر کا کھانا کھایا جس وقت جمعہ کے دن میں مسجد فضل میں کھاتا تھا۔"

حضورِ انور نے مسکراتے ہوئے فرمایا:

"دراصل واپسی کے سفر میں نظمیں سنتے ہوئے میری آنکھ لگ گئی تھی اور میں اس وقت بیدار ہوا جب ہم اسلام آباد کے قریب پہنچ چکے تھے۔"

میں خوش تھا کہ حضورِ انور کو جمعہ کے بعد سفر میں کچھ منٹ آرام کا موقع مل گیا۔ الحمدللہ

اس کے بعد حضورِ انور نے فرمایا کہ نیا دفتر ابھی تک پوری طرح تیار نہیں ہوا۔ آپ نے فرمایا: "اگرچہ میرے سٹاف نے کتابوں کے شیلف ترتیب دینے کا اچھا کام کیا ہے لیکن یہ پوری طرح میری ضرورت کے مطابق نہیں ہے۔ اس لیے میں اسے دوبارہ set کر رہا ہوں۔ اور اب زیادہ تر کتابیں ٹھیک جگہ پر ہیں۔ جہاں تک باقی دفتر کا تعلق ہے تو جیسے جیسے مجھے وقت ملے گا آہستہ آہستہ ٹھیک کروں گا۔"

ایک دل سوز لمحہ

الحمدللہ میں نے یہ ہفتہ حضورِ انور سے ملاقاتوں میں گزارا اور یہ مشاہدہ کیا کہ حضور کا معمول بالکل بھی تبدیل نہیں ہوا۔ جگہ اگرچہ مختلف ہے لیکن حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مشن اسی طرح جاری ہے جس طرح پہلے بھی جاری وساری تھا اور ہمیشہ رہے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

ایک وقت تھا جب قادیان ایک گمنام بستی تھی۔ ایک وقت تھا جب ربوہ ایک بے آباد اور ویران مقام تھا۔ ایک وقت تھا جب South-fields لندن ایک غیر معروف حصہ تھا۔ اب ان مقامات کو دنیا بھر کے لوگ جانتے ہیں اور ان کے نام تاریخ عالم میں ہمیشہ روشن رہیں گے۔ اور اب یہی "ٹلفورڈ سرے" کے بارے میں کہا جاسکتا ہے۔

اب جبکہ جماعت احمدیہ کا مرکز اور میری زندگی کا محور بھی اسلام آباد ہے، حضورِ انور کے وہ الفاظ جو آپ نے چند ہفتے قبل مجھ سے مسجد فضل میں فرمائے تھے، ہر وقت میرے ذہن میں گونجتے ہیں۔ مارچ کے مہینے میں ایک روز بعد دوپہر حضورانور اسلام آباد پراجیکٹ کا معائنہ فرمانے کے بعد مسجد فضل پہنچے۔ حضور نے ازراہِ شفقت مجھے اسلام آباد کی چند تصاویر اور ایک وڈیو دکھائی تو مَیں مختلف عمارات میں ہر ایک چیز کی مکمل تفصیل اور ان کی وسعت اور خوبصورتی کو دیکھ کر دنگ رہ گیا۔

مجھے تصاویر دکھانے کے بعد حضورِ انور نے جو فرمایا اس سے میرا دل کانپ اٹھا اور میں اداس سا ہو گیا۔ لیکن سچ پوچھیں تو حضورِ انور کے الفاظ سن کر میرا دل حضورِ انور کی محبت میں اور بھی سرشار ہو گیا۔ حضور نے کمال عاجزی سے اسلام آباد کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"اب میرے بعد آنے والے خلفاء کو بہتر سہولیات میسر ہوں گی اور وہ یہ کہہ سکیں گے کہ مَیں نے بھی اُن کے لیے اور جماعت کے لیے پیچھے کچھ چھوڑا ہے۔"

اس بات کو ہوئے ہفتوں گزر چکے ہیں لیکن اب بھی ان الفاظ کو یاد کر کے میں اپنے جذبات پر قابو نہیں رکھ سکتا۔ اور جس بات کا ذکر حضور نے فرمایا اس کا تصور بھی اپنے ذہن میں لانا میرے لیے ممکن نہیں کیونکہ میرا دل اس کی اجازت نہیں دیتا، میرا دماغ اس سوچ سے ہی مفلوج ہو جاتا ہے۔

حضورِ انور کی اس بات کے جواب میں مَیں حضورِ انور کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا تھا کہ مجھے پورا یقین ہے کہ آئندہ آنے والے خلفاء حضورِ انور کو نہ صرف اسلام آباد منتقل ہونے کی بابرکت وجہ سے یاد رکھیں گے بلکہ ہمیشہ اس حقیقت کی وجہ سے بھی یاد رکھیں گے کہ حضور نے اپنی ذات کا ذرہ ذرہ اور جسم کا رواں رواں جماعت کے لیے قربان کر دیا۔ وہ اپنے پورے دل کے ساتھ آپ سے محبت کریں گے اور آپ کی عزت کریں گے جس طرح حضور اپنے سے پہلے خلفاء سے محبت اور ان کی عزت کرتے ہیں اور ہمیشہ ان کی خواہشات کا احترام فرماتے ہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ حضورِ انور کا اسلام آباد تشریف لانا بھی حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی خواہش کے احترام میں ہے اور اُن کی اس آرزو کو پورا کرنے کے لیے ہے کہ اسلام آباد کو مرکز بنایا جائے۔

لیکن میں خاموش رہا اور دل میں دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ہمارے محبوب آقا کو صحت وسلامتی والی لمبی زندگی عطا فرمائے۔ آمین

یہ میری زندگی کا ایسا یادگار لمحہ تھا جو ہمیشہ میرے ساتھ رہے گا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضورِ انور کی کمال شفقت اور مہربانی سے مجھے لندن میں پریس اور میڈیا کے دفتر کے علاوہ یہاں تبشیر کے دفتر میں اپنے کام کے لیے جگہ عنایت کی گئی ہے۔ دوپہر اور شام کے اوقات میں مجھے اسلام آباد میں پیارے حضور کے قرب میں کام کرنے اور نماز مغرب تک یہاں رہنے کی سعادت مل رہی ہے۔

اللہ تعالیٰ مجھے ہمیشہ خلافت کی عاجزانہ خدمت کی توفیق عطا فرماتا چلا جائے اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی قیادت میں اسلام آباد منتقل ہونا ہر لحاظ سے مبارک اور جماعت کی ترقیات کا موجب بنائے۔ آمین

☆☆☆

(بشکریہ: الفضل انٹرنیشنل 24/مئی 2019ء)

مجلس خدام الاحمدیہ یوکے کے زیر انتظام واقفینِ نَو کا دورۂ کبابیر

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نیشنل وقفِ نو اجتماع یوکے 2018ء کے موقع پر فرمایا تھا کہ ”اسلام ایک پُر امن، محبت والا اور رحم کی تعلیم دینے والا مذہب ہے۔ دوسروں سے زیادہ یہ آپ کی ذمہ داری ہے کہ دنیا کو اسلام کی یہ حقیقی تصویر دکھائیں۔ پس weekends یا چھٹیوں کے دوران آپ کو تبلیغ کرنی چاہیے اور اسلام پر جو جھوٹے الزامات لگائے جاتے ہیں ان کے دفاع میں اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔ جماعت اور جماعت کی ذیلی تنظیم مجلس خدام الاحمدیہ دونوں تبلیغی پروگرام اور تقریبات منعقد کرتے ہیں۔“

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اس ارشاد کی روشنی میں مجلس خدام الاحمدیہ یوکے کے زیر انتظام 38 واقفینِ نَو خدام نے 8 تا 14 جون 2019ء کبابیر کا دورہ کیا۔

دورہ کی تفصیلات سے قبل یہ جاننا ضروری ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے 1924ء میں جب سفر یورپ اختیار کیا تو راستے میں بیت المقدس بھی پڑتا تھا۔ چنانچہ آپؓ خاص طور پر دو دن کے لیے وہاں ٹھہر گئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”...ہم دمشق کی طرف روانہ ہوئے۔ مگر چونکہ راستہ میں بیت المقدس پڑتا تھا۔ مقامات انبیاء کے دیکھے بغیر آگے جانا مناسب نہ سمجھا اور دو دن کے لیے وہاں ٹھہر گئے... بیت المقدس میں سے مندرجہ ذیل مقامات قابل ذکر ہیں۔ ابو الانبیاء حضرت ابراہیمؑ، حضرت اسحاقؑ، حضرت یعقوبؑ اور حضرت یوسفؑ کی قبور اور وہ مقام جس پر حضرت عمرؓ نے نماز پڑھی اور بعد میں اس کو مسجد بنا دیا گیا اور حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش کے مقامات...“
(تاریخ احمدیت جلد 4 صفحہ 441)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے واقفینِ نَو کے لیے یہ دورہ معلومات سے بھر پور تھا اور روزانہ کا معمول نہایت دلچسپ ثابت ہوا۔ روزانہ کی مصروفیات پر مشتمل رپورٹ نہایت اختصار کے ساتھ پیش ہے۔

08/جون 2019ء کو 38 واقفینِ نَو صبح سوا آٹھ بجے مسجد بیت الفتوح میں جمع ہوئے تاکہ انہیں اس دورہ سے متعلق ہدایات دی جا سکیں اور اس کی اہمیت سے آگاہ کیا جائے۔ بعد ازاں تمام واقفین نو کو لوٹن ایئرپورٹ پہنچایا گیا اور رات نو بج کر پانچ منٹ پر Tel Aviv پہنچے۔ اور بذریعہ coach صبح فجر کے وقت کبابیر پہنچے۔ جماعت نے کبابیر میں ہمارے کھانے کا انتظام کیا ہوا تھا۔

اس روز 9 جون 2019ء کو ہم حیفا(Haifa) کے شہر میں بہائیوں کا مرکز دیکھنے گئے، مسجد الاستقلال دیکھی جو Haifa شہر کی پہلی مسجد تھی اور کہا جاتا ہے کہ شاید حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے بھی اس مسجد میں نماز ادا کی ہو۔ اس مسجد کے ساتھ ہی وہ ریلوے اسٹیشن ہے جہاں حضرت مصلح موعودؓ تشریف لائے تھے۔

اس روز جماعت نے ہمارے لیے BBQ کا انتظام کیا ہوا تھا چنانچہ اس کے بعد ہم BBQ کے لیے کوہ کرمل (Mount Carmel) پر گئے۔ اس موقع پر ہر واقفِ نو سے اس کا تعارف لیا گیا اور صدر مجلس خدام الاحمدیہ فلسطین کے ساتھ ایک نشست ہوئی۔ شام کو مسجد محمود کبابیر میں امیر صاحب کے ساتھ خلافت کے مضمون پر ایک نہایت دلچسپ نشست ہوئی۔

10/جون 2019ء کو صبح کے وقت ہم Haifa کے ساحل سمندر پر گئے جہاں خدام نے فٹبال کھیلا اور تیراکی کی۔ شام کو مسجد میں مربی صاحب کے ساتھ فلسطین اور کبابیر کی تاریخ کے حوالہ سے ایک نشست ہوئی۔ اس کے بعد فلسطین کے خدام کے ساتھ ایک فٹبال match ہوا۔

11/جون 2019ء کو امیر صاحب کے ہمراہ ہم الخلیل (Hebron) گئے جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسحاق علیہ السلام اور حضرت سارہ علیہا السلام کے مزار دیکھے اور دعا کرنے کا موقع ملا۔ قریب ہی حضرت یونس علیہ السلام کا مزار بھی تھا جہاں جاکر بھی ہمیں دعا کرنے کا موقع ملا۔ Hebron کے بعد ہم بیت لحم (Bethlehem) گئے۔ کہا جاتا ہے کہ یہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش ہوئی تھی۔ اس کے بعد ہم یروشلم (Jerusalem) گئے جہاں مسجد بیت المقدس میں نماز ظہر و عصر ادا کی۔ اس کے بعد ہم نے مسجد اقصیٰ دیکھی۔ قریب ہی دیوار گریہ تھی جہاں یہودی دعائیں کر رہے تھے۔ اس کے بعد ہم نے وہ جگہ دیکھی جہاں پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر چڑھایا گیا تھا۔

12/جون 2019ء کو ہم اریحا (Jericho) کے شہر گئے جس کو دنیا کا سب سے قدیم شہر کہا جاتا ہے۔ اس کے بعد ہم نے مقام موسیٰ دیکھا جہاں پر کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مزار ہے۔ ہمیں بتایا گیا کہ اس جگہ پر بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نافرمانی کی تھی۔ اس کے بعد ہم قمران کے علاقہ میں گئے جہاں پر dead sea scrolls

باقی صفحہ 29 پر ملاحظہ فرمائیں

مسجد بیت النور Nunspeet، ہالینڈ میں واقفینِ نَو اطفال و خدام کی امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ کلاس

منعقدہ 9/ اکتوبر 2015ء بروز جمعۃ المبارک

پروگرام کا آغاز تلاوتِ قرآن کریم سے ہوا۔ عزیزم عمر مظہر نے سورۃ البقرۃ کی آیات 128 تا130 کی تلاوت کی اور اس کا اردو ترجمہ عزیزم کمال عباس قاضی نے پیش کیا۔

بعد ازاں عزیزم نور احمد رضا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی درج ذیل حدیث پیش کی۔

"عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ بَنٰی مَسْجِدًا لِلّٰہِ بَنَی اللّٰہُ لَہٗ فِی الْجَنَّۃِ مِثْلَہٗ"

اس حدیث کا درج ذیل اردو ترجمہ عزیزم حماد اکمل نے پیش کیا۔

"حضرت عثمان بن عفّان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی خاطر مسجد تعمیر کرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس کے لئے جنّت میں اس جیسا گھر تعمیر کرتا ہے۔"

اس کے بعد عزیزم سیّد شاہ زیب احمد نے مسجد کی اہمیت کے حوالہ سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا درج ذیل اقتباس پیش کیا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

اس وقت ہماری جماعت کو مساجد کی بڑی ضرورت ہے۔ یہ خانۂ خدا ہوتا ہے۔ جس گاؤں یا شہر میں ہماری جماعت کی مسجد قائم ہو گئی تو سمجھو کہ جماعت کی ترقی کی بنیاد پڑ گئی۔ اگر کوئی ایسا گاؤں ہو یا شہر جہاں مسلمان کم ہوں یا نہ ہوں اور وہاں اسلام کی ترقی کرنی ہو تو ایک مسجد بنا دینی چاہئے پھر خدا خود مسلمانوں کو کھینچ لاوے گا۔ لیکن شرط یہ ہے کہ قیامِ مسجد میں نیت بہ اخلاص ہو۔ محض للہ اسے کیا جاوے۔ نفسانی اغراض یا کسی شر کو ہر گز دخل نہ ہو۔ تب خدا برکت دے گا۔ (ملفوظات جلد 4 صفحہ 93)

بعد ازاں عزیزم حافظ سعید الدین احمد نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے منظوم کلام

اک رات مفاسد کی وہ تیرہ و تار آئی
جو نور کی ہر مشعل ظلمات پہ وار آئی

میں سے چند اشعار پیش کئے۔

بعد ازاں عزیزم کمال احمد ہلمی صاحب اور عزیزم طٰہٰ شکیل احمد نے ہالینڈ میں مساجد کے حوالہ سے ایک پریزنٹیشن دی۔

☆... عزیزم کمال احمد ہلمی نے اپنا مضمون پیش کرتے ہوئے بتایا: سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو 1888ء میں کشفی طور پر مسجد کی دیوار پر مصلح موعودؓ کا مبارک نام 'محمود' دکھایا گیا تھا۔ جس میں یہ اشارہ بھی تھا کہ دورِ مصلح موعود کو تعمیرِ مساجد کے ساتھ گہرا تعلق ہو گا۔ چنانچہ عملاً ایسا ہی ہوا اور حضرت مصلح موعودؓ نے اپنے دورِ مبارک میں یورپ، امریکہ، افریقہ، ایشیا غرض جملہ برّاعظموں میں متعدد مسجدیں بنوائیں اور ہمیشہ ہی جماعت کو یہ نصیحت فرماتے رہے کہ 'ہمیں ہر اہم جگہ پر ہی نہیں ہر جگہ پر مسجد بنانی ہو گی۔'

حافظ قدرت اللہ صاحب کا بیان: جماعت احمدیہ ہالینڈ کے پہلے مبلغِ سلسلہ حافظ قدرت اللہ صاحب نے مسجد ہالینڈ کے متعلق بیان فرمایا: مسجد ہالینڈ کے لئے زمین کا حصول ایک بڑا معرکہ تھا۔ ہالینڈ کے کیتھولک چرچ نے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا کہ ہیگ بلکہ ملک کے کسی گوشہ میں مسجد تعمیر نہ ہونے پائے مگر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت و طاقت کا ایسا غیبی ہاتھ دکھایا کہ چرچ کی تمام کوششیں بے نتیجہ ثابت ہوئیں اور 8 جولائی 1950ء بروز جمعہ ہیگ میں ایک موزوں قطعہ کی باضابطہ منظوری ہو گئی۔ چنانچہ مکرم حافظ قدرت اللہ صاحب نے حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحبؓ کے ساتھ مل کر مسجد کے لئے ہیگ شہر میں ایک نہایت ہی خوبصورت علاقہ میں زمین خریدی۔

مسجد بیت النور Nunspeet۔ جہاں یہ وقف نو کلاس منعقد ہوئی

مسجد ہالینڈ عورتوں کے نام: حضرت مصلح موعودؓ نے تحریک فرمائی کہ ہالینڈ کی مسجد احمدی عورتوں کے چندہ سے تعمیر کی جائے۔ احمدی خواتین نے اپنی گزشتہ مثالی روایات کے عین مطابق اس مالی تحریک کا ایسا والہانہ اور پُر جوش خیر مقدم کیا کہ اس پر حضرت مصلح موعودؓ نے تقریروں اور خطبوں میں اپنی زبانِ مبارک سے متعدد بار اظہارِ خوشنودی فرمایا۔ حضرت مصلح موعودؓ نے ایک مرتبہ بیان فرمایا: "مسجد ہالینڈ ہمیشہ کے لئے عورتوں کے نام ہی رہے گی۔"

مکرم غلام احمد بشیر صاحب مبلغ انچارج ہالینڈ کی طرف سے حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں مسجد کے سنگ بنیاد کی خوشخبری پہنچی تو حضور کو از حد مسرت ہوئی اور حضورؓ نے ایک پیغام بھجوایا جس میں فرمایا کہ:

"جزاک اللہ۔ مبارک ہو آپ کو بھی اور سب احمدی نَو مسلموں کو بھی۔ اللہ تعالیٰ چوہدری صاحب کے لئے یہ خدمتِ عظیم بہت بہت مبارک کرے اور ثواب کا موجب بنائے۔ سچ وہی ہے جو سر عبد القادر نے مسجد لنڈن کا افتتاح کرتے ہوئے کہا تھا؛

ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

ترجمہ: یہ سعادت کسی طاقت سے نہیں ملتی جب تک خدا جو بخشنے والا ہے خود عطا نہ کرے۔

اللہ تعالیٰ نے چوہدری صاحب کو مجھے آرام سے یہاں پہنچانے کی سعادت بخشی اور اس کے بدلہ میں ان کو مسجد ہالینڈ کا سنگِ بنیاد رکھنے کی عزت بخشی۔ یہ وہ عزت ہے جو بہت بڑے بڑے لوگوں کو بھی نصیب نہ ہوئی ہوگی۔ ہم نئے سرے سے اسلام کا سنگِ بنیاد رکھ رہے ہیں۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب ہونا کوئی معمولی عہدہ نہیں۔ آج دنیا اس قدر کو نہیں جانتی۔ ایک وقت آئے گا جب ساری دنیا کے بادشاہ رشک کی نظر سے ان خدمات کو دیکھیں گے۔ اللہ تعالیٰ جلد ہالینڈ کے اکثر لوگوں کو احمدیت میں داخل ہونے کی توفیق بخشے۔"

ہیگ مسجد کے ساتھ حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ کا خاص تعلق: ہیگ کی مسجد کے ساتھ حضرت چوہدری صاحبؓ کا ایک خاص تعلق رہا ہے۔ مسجد کی زمین کو آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ پھر مسجد کے نقشہ جات کی تیاری میں بھی کچھ رہنمائی فرمائی۔ 1955ء کے ابتدا میں حضرت مصلحِ موعود رضی اللہ عنہ کے ارشاد کے تحت آپؓ نے ہی اس مسجد کی بنیاد رکھی اور اس مسجد کا افتتاح فرمایا۔ صرف یہی نہیں بلکہ حضورؓ کے ارشاد کے ماتحت مسجد کی تکمیل کے بعد بعض حالات کے پیشِ نظر کوئی چھ ماہ تک اس مسجد کے ایک کمرہ میں متعین تھے۔ ان دنوں مسجد میں مکرم حافظ قدرت اللہ صاحب اور مکرم ابو بکر ایوب صاحب کو آپؓ کے ساتھ رفاقت اور رہائش کی سعادت حاصل رہی اور اس عرصہ کے بعد بھی حضرت چوہدری صاحبؓ سالہا سال عالمی عدالت سے وابستہ ہونے کی وجہ سے ہیگ میں مقیم رہے۔

مسجد ہالینڈ کو ایک یہ بھی خصوصیت حاصل ہے کہ مسجد ہالینڈ میں پہلی نمازِ عید حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحبؓ نے پڑھائی۔

حضرت چوہدری صاحبؓ اس مسجد کے بارہ میں فرماتے ہیں: 'ہیگ میں مسجد احمدیہ کا ہونا میرے لئے بڑی روحانی تسکین کا موجب تھا۔ یہ مسجد بفضلِ اللہ لندن کی طرح جماعت احمدیہ کی خواتین کی مالی قربانیوں کی مثالی یادگار ہے۔ اس مسجد کا سنگِ بنیاد رکھنے اور عمارت کے مکمل ہو جانے پر اس کے افتتاح کی سعادت بھی محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی ذرہ نوازی سے مجھے نصیب ہوئی۔ میرے قیام کے عرصہ میں حافظ قدرت اللہ صاحب امام اور مولوی ابو بکر صاحب سماٹری نائب امام تھے۔ ان دونوں مخلصین کا نیک نمونہ میرے لئے مشعلِ راہ تھا۔'

مجلس سوال وجواب

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے واقفین نَو بچوں کو سوالات کرنے کی اجازت عطا فرمائی۔

☆...ایک واقفِ نَو خادم نے سوال کیا کہ ہم ہالینڈ میں media سے تعلقات قائم کرنے اور رکھنے میں اتنے کامیاب نہیں ہوئے جو شاید ہونا چاہئے تھا۔ اس کی شاید ایک وجہ یہ بھی ہے کہ یہاں کا جو اوّل درجہ کا media ہے، وہ سنسنی اور تہلکہ خیز خبریں چاہتا اور مانگتا ہے۔ جو شاید ہم ان کو نہ دے سکتے ہیں۔ اِس سلسلہ میں ہمیں یہاں کیا کرنا چاہئے۔ وہ بیشک ہم سے اپنے لفظوں میں اس کا اظہار تو نہیں کرتے لیکن اس کا احساس ہمیں ضرور دلا دیتے ہیں۔

اس سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: بات یہ ہے کہ یہ تو ایک بہانہ ہے کہ میڈیا سنسنی خیز خبریں چاہتا ہے۔ اگر آپ کے تعلق ہوں اور تعلق ایک دن میں نہیں بنا کرتے اور نہ ہی اس طرح تعلق بنتا ہے کہ آج ہمارا جلسہ ہے تو میڈیا کے پاس دوڑے دوڑے جاؤ اور کہہ دو کہ ہمارے جلسہ کی خبر دے دو۔ ایک پرانا تعلق چل رہا ہوتا ہے۔ اب یہاں تعلق بننا شروع ہوا ہے تو جب سے یہاں آیا ہوں تو پانچ دن سے میڈیا مجھے نہیں چھوڑ رہا۔ روز کوئی نہ کوئی انٹرویو کے لئے آجاتا ہے۔ اخبارات والے بھی آتے ہیں۔ ٹی وی چینل والے بھی آتے ہیں۔ ریڈیو چینل والے بھی آرہے ہیں۔ لوکل بھی آرہے ہیں، ریجنل بھی آرہے ہیں۔ religious چینل کے نمائندے بھی آرہے ہیں اور دوسرے بھی آرہے ہیں۔ تو میڈیا سے تعلق بنانے کے لئے پہلے ایک spadework بھی کرنا ہوتا ہے۔ لمبا کام کرنا پڑتا ہے تعلقات بنانے پڑتے ہیں۔ UK والے بھی پہلے یہی کہتے تھے کہ یہ سنسنی خیز خبریں چاہتا ہے اس لئے وہ نہیں آتے۔ میں نے وہاں اس کام کے لئے press cell قائم کیا ہے اور اس کو پانچ یا چھ نوجوان لڑکوں کے سپرد کر دیا ہے کہ تم نے کام کرنا ہے۔ اس سال علاوہ اس کے کہ BBC نے میرا انٹرویو لیا بہت سارے لڑکوں کے انٹرویو لئے اور مربیان کے بھی لئے ہیں۔ پھر وہاں کا ایک مشہور ریڈیو سٹیشن ہے، اس نے بھی انٹرویو لیا اور بہت پسند کیا گیا ہے۔ پھر جلسہ سالانہ پر پہلی دفعہ BBC کا نمائندہ آیا اور انہوں نے اپنا ایک Live پروگرام وہاں جلسہ گاہ سے دیا۔ ویسے صرف ایک پروگرام صبح کا دینا تھا لیکن پھر ان کے ہیڈ آفس سے phone آیا کہ اس کے بارہ میں لوگوں کی بہت اچھی feedback آرہی ہے، دوپہر کو بھی پروگرام کر لو۔ دوپہر کو ایک اور پروگرام کیا تو پھر phone آیا کہ نہیں شام کا بھی لو۔ پھر شام کا بھی ہوا۔ تو پہلی بات تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رستے کھولنے ہوتے ہیں، تو اس وقت کھلتے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی منشاء ہوتی ہے کہ رستے کھلیں اور دنیا میں کھل رہے ہیں تو ہر ملک کو اس پر کام کرنا چاہئے۔ تو آپ نے اگر ابھی تک نہیں کیا تھا تو تعلقات بناؤ اور تعلقات مستقل ہوں۔ یہ نہیں کہ صبح آنکھیں ملتے ہوئے اٹھے کہ آج ہمارا فنکشن ہے اور آج تم ہمارے پاس آجاؤ۔ تو اس طرح نہیں ہوتا۔ دوستیاں کرو، تعلقات بڑھاؤ، تحفے دو، چھوٹے چھوٹے آرٹیکل لکھو اور کچھ نہیں تو بعض دفعہ اشتہار بھی دینے پڑجاتے ہیں۔ اشتہار دیں، پیغام تو اس طرح پہنچتا ہے۔ بعض دفعہ پیسے بھی خرچ کرنے پڑتے ہیں۔ آپ کی پبلک ریلیشن اگر زیادہ اچھی ہو گی تو پھر ٹھیک ہے۔ نوجوانوں کی ٹیم بنانی چاہئے اور کوئی پریس کمیٹی بنانی چاہئے اس طرح کام کریں۔ ابھی تک تو جو جرنلسٹ آئے ہیں، چاہے وہ چھوٹے تھے یا بڑے تھے، وہ مربی صاحب کے ساتھ آئے ہیں اور لگتا تھا کہ مربی صاحب کے ساتھ ذاتی تعلقات ہیں۔ تو آپ سب کے ذاتی تعلقات ہونے چاہئیں۔ تو پھر اس طرح میدان کھلتے ہیں۔ آپ لوگ اگر ابھی تک سوئے رہے ہیں تو جاگ جائیں۔ بلکہ جاگے ہیں تو اس جاگنے کو قائم رکھیں۔ وہاں یوکے میں بھی جب ہماری مرکزی press team نے کام شروع کیا تو UK کی اپنی press team جو سوئی ہوئی تھی وہ بھی ایسی جاگی ہے کہ ان کے کئی گنا آگے رابطے ہو گئے ہیں۔

☆...ایک وقفِ نَو نے سوال کیا کہ جب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد کا سنگِ بنیاد رکھتے ہیں تو پہلے پتھر پر ہاتھ رکھ کر کونسی دعا پڑھتے ہیں؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جو حضرت ابراہیمؑ نے پڑھی تھی۔ یہی دعا ہمیں پڑھنی چاہئے۔

☆...ایک وقفِ نو خادم نے سوال کیا کہ یہاں کام پر جو ہمارے colleagues ہیں تو وہ زیادہ تر تبلیغ کے حوالہ سے اتنے سنجیدہ نہیں ہوتے۔ لیکن ان میں سے ایک دوست ہے اور اس کا تعلق اہلِ سنّت سے ہے۔ وہ اس چیز کی طرف آتا ہی نہیں ہے کہ کسی مسیح موعود کی پیشگوئی ہوئی تھی یا نہیں۔ وہ احادیث کو نہیں مانتے اور اس لئے وہ اس چیز کو نہیں مانتے کہ مسیح موعود کی پیشگوئی ہوئی تھی۔ تو اس کے بارہ میں رہنمائی چاہئے تھی کہ اس کو کیسے جماعت کا تعارف کیا جائے۔

اس سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اس کو زبردستی تو احمدی مسلمان نہیں بناسکتے۔ بہت ساری روزانہ کی چھوٹی چھوٹی باتیں ہوتی ہیں۔ ان پر discussionہوتی ہے۔ بعض دفعہ کچھ بھی نہیں ہوتا۔ ایک عمل دیکھ کر انسان مان جاتا ہے۔ تو اگر آپ کے اپنے عمل ٹھیک ہیں اور اسلام کے مطابق ہیں تو یہ دوسروں کے لئے نمونہ بن سکتے ہیں۔ پھر سنّیوں میں سے بھی تو بعض احادیث کو مانتے ہیں۔ یہ تو نہیں کہ سارے سنّی کوئی حدیث بھی نہیں مانتے۔ ان کے بھی مختلف فرقے ہیں سنّیوں کے بھی 34،35 فرقے ہیں۔ جو main سنّی اور شیعہ ہیں ان کی پھر آگے subdivisionہوتی ہے۔ باقی وہ قرآن کریم کو تو مانتے ہیں۔ سورۃ جمعہ کی آیتیں پڑھ کر بتائیں کہ پہلی پانچ آیتوں سے وہ کیا مراد لیتے ہیں۔ اگر وہ آپ کا دوست ہے تو یہ بھی دیکھیں کہ اس کا رجحان کیا ہے۔ پھر کبھی جب موقع ملے تو کسی ایک پوائنٹ پر اس سے discussion شروع کر دیں۔ بہت سارے واقعات عرب دوست اپنے لکھتے ہیں۔ وہ یہی کہتے ہیں کہ فلاں شخص نے کسی پوائنٹ پر بات کی تو بحث شروع ہو گئی۔ تو باتوں باتوں میں کوئی ایک پوائنٹ لے لو تو اگلا خود ہی کوئی سوال اٹھادیتا ہے تو پھر اس کے اوپر discussion شروع ہو جاتی ہے۔ یہ ثابت کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ قرآن میں کیا لکھا ہے، حدیث میں کیا لکھا ہے۔ بلکہ یہ ثابت کرنے کی ضرورت ہے کہ مسلمانوں کی حالت کیا ہے۔ کیا کسی امام کی ضرورت ہے؟ کسی reformer کے آنے کی ضرورت ہے یا نہیں؟ اگر نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ نے اپنی امّت کو کیوں چھوڑ دیا۔ ایسی امتِ مرحومہ کیوں بنائی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ لفظ استعمال کیا ہے کہ ایسی امتِ مرحومہ بن گئی ہے کہ بالکل ہی مرحوم ہو گئی ہو۔ اللہ سے رابطہ کچھ نہیں رہا۔ اور اللہ تعالیٰ ایک طرف تو یہ کہتا ہے کہ مجھے سب سے پیارے نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور آپ کی امّت مجھے سب سے پیاری ہے۔ اس کے بعد یہ حال ہے امّت کا کہ آدھے سے زیادہ امّت ایک دوسرے کا سر پھاڑ رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ رحمان اور رحیم ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ للعالمین کا خطاب دیا ہے۔ اس طرح کی عام باتیں جو ہوتی ہیں، جو روزمرہ کی معمولی باتیں ہوں۔ ان باتوں میں ان کے weakpoint سامنے آجاتے ہیں جس پر آپ اپنا point لے سکتے ہیں۔

☆...اِسی خادم نے عرض کیا کہ ہماری discussion اس بات پر شروع ہوتی ہے کہ جو فرقے ہیں، ان میں سے کون سچا ہے اور کون کیسا ہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

ڈھٹائی کی صورتحال میں آپ اس سوال پر تو نہ جائیں۔ اس کو چھوڑیں اور نہ اس حدیث پر جانے کی کوئی ضرورت ہے۔ یہ point ایسا ہے کہ جس پر وہ اب راضی نہیں ہو گا۔ آپ کی جو discussion ہو چکی ہے تو اپنی بات پر پکّا ہو چکا ہے۔ اور 72، 73 کی تو بات ہی آپ چھوڑیں۔ کونسا فرقہ جھوٹا ہے یا سچا ہے آپ اس سے کہیں تم بھی سچے ہو اور میں بھی سچا۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ اسلام کی ایسی حالت ہے کہ امّتِ مسلمہ کو کسی leadership کی ضرورت ہے۔ یہ بھی ایک point لیا جا سکتا ہے۔ اگر ضرورت ہے تو پھر کس کو ہم leader مانیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ جو پیشگوئی ہے پھر سورۂ جمعہ کی پہلی پانچ آیتیں ہیں ان میں جو پیش گوئی ہے اس سے کیا مراد ہے۔ پھر نبیوں سے جو عہد لیا گیا تھا اس سے کیا مراد ہے۔ وہ تو بہت علمی باتیں ہیں شاید اس تک نہ پہنچ سکیں۔ لیکن بہرحال یہ جو عمومی چیزیں ہیں کہ اسلام کی ایسی حالت ہے اس پر مجھے تو بڑا درد ہے تم بتاؤ کہ اس کا کیا حل ہے۔ اسی سے حل پوچھیں۔ اس طرح دوستانہ ماحول میں باتیں ہو جاتی ہیں۔ بعض دفعہ کوئی چیز ایک دم click کر جاتی ہے اور کام ہو جاتا ہے۔ باقی اگر اس نے نہیں مانا تو زبردستی تو نہیں کی جاسکتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا تھا کہ کسی کو تم زبردستی مسلمان نہیں بناسکتے۔

☆...اِسی خادم نے سوال کیا کہ یہاں ہمارے مسلمان دوست، یہاں کے معاشرے میں اس طرح بہ گئے ہیں کہ اب ان میں اپنے مذہب اور ایمان کے بارہ میں سوچنے کا شعور نہیں ہے۔ ان کو ہم کس طرح اپنی طرف لاسکتے ہیں؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اگر وہ اتنے پکّے دوست ہیں تو ان کے لئے دعا کریں۔ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو شعور دے اور ان کو بتائیں کہ تم لوگ مسلمان ہو کیوں یہاں آکر اپنے آپ کو اور اسلام کو بدنام کر رہے ہو۔ اس لئے اپنی جو روایات ہیں، جو اپنے roots ہیں اپنی جڑیں ہیں ان کو ہمیشہ یاد رکھو۔

(باقی آئندہ)

☆...☆...☆

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات کی روشنی میں

شعبہ وقف نو مرکزیہ کی طرف سے والدین اور انتظامیہ کے لیے چند اصولی ہدایات

(لقمان احمد کشور۔ انچارج شعبہ وقفِ نو مرکزیہ)

جو احمدی احباب اپنے بچوں کو تحریک وقفِ نو میں شامل کرنا چاہتے ہوں یا ان کے بچے پہلے سے شامل ہوں ان کی اطلاع اور راہنمائی کے لیے مندرجہ ذیل تفصیلی ہدایات شائع کی جارہی ہیں۔

(1) تحریک وقفِ نو میں شمولیت کے لیے لازمی ہے کہ بچوں کی ولادت سے قبل والدین خود سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمتِ اقدس میں تحریری طور پر وقف کی درخواست بھجوائیں کہ وہ اپنے ہونے والے بچے کو وقف کے لیے پیش کرنا چاہتے ہیں۔ وہ اس بات کی تسلی کریں کہ درخواست پیش ہوگئی ہے، اس معاملہ میں اپنی درخواست کی پوری طرح پیروی کریں تاکہ بچہ کی ولادت سے قبل آپ کو وقف نو کی ابتدائی منظوری مل جائے۔

(2) وقف کی درخواست والدین خود بھجوائیں۔ اگر خود خط نہ لکھ سکتے ہوں یعنی اَن پڑھ ہوں تو بھی درخواست والدین کی طرف سے ہونی چاہیے۔ زندگی کا وقف کرنا ایک سنجیدہ معاملہ ہے اس لیے کسی اور کی طرف سے درخواست پر حضورانور کی طرف سے یہی جواب بھجوایا جاتا ہے کہ والدین خود لکھیں۔

وقف کی درخواست مختصر لکھیں اور اس میں صرف ہونے والی اولاد کے وقف کی منظوری کی درخواست کریں۔ اس میں دیگر امور کا ذکر نہ کیا کریں تا آپ کو بروقت جواب بھجوایا جاسکے۔

(3) جو احباب اپنی مقامی جماعتوں میں خط جمع کروادیتے ہیں اور مرکز کو خط موصول ہی نہیں ہوتا ان کے بچوں کو وقفِ نو میں شامل نہیں کیا جاتا۔ اس لیے ایسے والدین جب مرکز سے رابطہ کرتے ہیں تو ان کے خط اور بچوں کا کوئی ریکارڈ موجود نہیں ہوتا۔ وقفِ نو کے بارہ میں لکھے ہوئے خطوط مقامی جماعتوں میں جمع نہ کرائے جائیں اور نہ ہی ربوہ کے پتہ پر خط ارسال کیے جائیں بلکہ کوشش کرکے براہِ راست لندن بھجوائیں۔

(4) لوکل یا ریجنل اور نیشنل سیکرٹریان وقف نو کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ بچوں کو اس وقت تک اپنی وقفِ نو کی فہرست میں شامل نہ کیا کریں جب تک والدین ان کو شعبہ وقف نو مرکزیہ لندن کی طرف

سے منظوری اور حوالہ نمبر کا خط نہ دیں۔ اگر والدین کے پاس خط موجود نہ ہو تو سیکرٹری وقف نو اپنے نیشنل سیکرٹری وقف نو سے رابطہ کریں اور اس بچہ کے مکمل کوائف بھجوا کر لندن دفتر سے تصدیق حاصل کرلیں۔

گزشتہ سالوں میں ایک والد کے ہر بچے یا ایک فیملی کے سب بچوں کے لیے صرف ایک مخصوص نمبر الاٹ کیا جاتا تھا مگر جنوری 2017ء سے والدین کے ہر بچہ کا تجنید نمبر کی طرز پر علیحدہ علیحدہ نمبر جاری ہوتا ہے۔

سیکرٹریان اس بات کا ضرور خیال رکھیں کہ صرف اس بات پر بچے وقفِ نو میں شامل نہیں ہوتے کہ والدین نے خط لکھ دیا تھا اس لیے لازمی ہے کہ بچہ وقف میں شامل ہوگیا ہے۔ صرف وہ بچے وقف نو میں شمار ہوتے ہیں جن کی ابتدائی منظوری بھجوادی جائے اور اس کے ساتھ لف شدہ فارم ان کی ولادت کے بعد والدین نے واپس مرکز ارسال کرکے اس کا حوالہ نمبر حاصل کرلیا تھا۔

اس کے متعلق حضور انور کی واضح ہدایت ہے کہ بچوں کی ولادت کے بعد والدین فارم فوراً واپس بھجوایا کریں ورنہ فارم تاخیر سے ملنے پر ان کے بچے وقف نو میں شمار نہیں ہونگے۔

حضور انور ایدہ اللہ کا یہ ارشاد بھی بار بار جماعتوں میں سرکلر کیا جاچکا ہے کہ ایسے والدین جن کے خلاف کوئی تعزیری کارروائی ہوتی ہے یا ان کو کوئی سزا ملتی ہے تو ان کے بچے وقف نو میں شامل نہیں رہتے اور انتظامیہ کا کام ہے اس کے متعلق مرکز کو اطلاع کریں اور کسی وقف نو کو کوئی سزا ملتی

ہے تو وہ بھی وقف نو سے فارغ سمجھا جائے اور مرکز لندن کو ضرور اطلاع دی جائے۔ اس متعلق یہ یاد رہے کہ معافی کی صورت میں ایسے بچوں کی وقفِ نو میں دوبارہ بحالی کے لیے بھی حضور انور ایدہ اللہ کی منظوری لازم ہے۔ تمام معاملہ مکمل تفصیل مع تعلیمی کوائف بھجوایا جائے۔

(5) درخواست بھجواتے وقت بعض احباب مکمل کوائف درج نہیں فرماتے اور بعض صورتوں میں پتہ حتیٰ کہ شہر یا ملک کا نام بھی نہیں لکھا ہوتا جس کی وجہ سے ایسے خطوط پر کارروائی کرنا ممکن نہیں ہوتا۔ اگر خط پر مکمل نام پتہ درج نہ ہو تو جواب ارسال نہیں کیا جاسکتا۔ اگر شہر یا ملک کا نام لکھا ہوا ہو تو جواب بتوسط امیر صاحب یا مشن ہاؤس بھجوایا جاتا ہے جس میں کافی دیر لگ جاتی ہے۔

اس ضمن میں یہ بھی گزارش ہے کہ لفافہ کے باہر پتہ لکھنے کی بجائے اندر خط پر پتہ تحریر کرنا زیادہ مناسب ہے۔ بعض دفعہ پتہ فیکس میں بھی کٹ جاتا ہے۔ اس لیے واضح کر کے لکھیں۔

حضور انور سے ذاتی ملاقات میں بھی ایسی درخواست تحریری طور پر دی جائے تو اس پر اپنا مکمل نام و پتہ ضرور لکھیں۔ ہو سکے تو خط میں اپنے گھر کا ٹیلیفون یا موبائل ٹیلیفون نمبر ضرور درج کریں اور بہتر ہو گا اگر ای میل ایڈریس بھی درج کر دیں۔ خاص طور پر فارم پر کرتے ہوئے یہ تمام معلومات ضرور لکھی جائیں۔

(6) بعض احباب لکھتے ہیں کہ انہیں جواب نہیں ملا یا انہیں حوالہ نمبر وقف نو نہیں بھجوایا گیا اور براہ راست حضور انور کی خدمت میں تحریر کر دیتے ہیں۔ جس سے حضور انور کا قیمتی وقت بھی ضائع ہوتا ہے۔ ایسے احباب کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ ایسی صورتحال میں براہ راست مرکزی شعبہ وقفِ نو (لندن) سے رابطہ کریں کیونکہ اکثر اوقات آپ کو جواب جا چکا ہوتا ہے مگر کسی وجہ سے ملا نہیں ہوتا یا آپ کا خط اور فارم ہی دفتر کو نہیں ملا۔ ایسی صورت میں بھی مکمل کوائف لکھا کریں تاکہ حوالہ نمبر تلاش کیا جا سکے خط کس نے لکھا تھا اور کہاں سے لکھا گیا تھا۔ یا حوالہ نمبر نہیں ملا تو بچہ کا نام کیا ہے، اس کے والدین کا نام کیا ہے۔ اس کی تاریخ پیدائش کیا ہے۔ جو فارم منظوری کے ساتھ ملا تھا اس کا نمبر (PF) کیا ہے۔

(7) وقف نو میں منظوری کے بعد والدین کو چاہیے کہ وہ اپنی مقامی جماعت کے سیکرٹری وقف نو سے رابطہ کر کے انہیں اپنے کوائف سے آگاہ کر کے وقف نو کے پروگراموں میں شمولیت اختیار کریں۔

(8) وقف نو کے ضمن میں نصاب وقف نو، خطبات وقف نو (لائحہ عمل) شائع ہو چکے ہیں۔ نیشنل سیکرٹریان وقف نو یہ کتب اپنے ملکی نظام

کے تحت ایڈیشنل وکالت اشاعت (ترسیل) لندن کے توسط سے منگوا سکتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ کی رہنمائی میں شعبہ وقف نو مرکزیہ لندن کی زیر نگرانی واقفین نو کے لیے مرکزی رسالہ "اسماعیل" اور واقفات نو کے لیے "مریم" جاری ہے۔ ان کے حصول کے لیے بھی اپنے نیشنل سیکرٹری سے رابطہ کریں۔

15 سال کی عمر میں ہر وقف نو اپنے وقف کی تجدید کرے اور تحریری طور پر حضورانور کی خدمت میں لکھے کہ وہ اپنا وقف جاری رکھنا چاہتا ہے یا چاہتی ہے اور تعلیمی میدان میں بھی ہر قدم پر رہنمائی کے لیے لکھے کہ اسے کس مضمون میں دلچسپی ہے یا اسے کون سا مضمون اختیار کرنا چاہیے کہ آئندہ بہتر طور پر سلسلہ کی خدمت کر سکے۔

اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد بھی خود کو اپنے تمام پروفیشنل کوائف کے ساتھ حضور انور کی خدمت میں وقف کی تجدید کرتے ہوئے پیش کر دے کہ اب وہ خدمت کے لیے تیار ہے اور اس کے بعد جو بھی فیصلہ ہو اس کی تعمیل کرے۔ اگر دوران تعلیم یا کسی وجہ سے ذاتی ملازمت یا کام کرنا پڑے تو لازمی طور پر وجہ بیان کرتے ہوئے اس کی اجازت تحریری طور پر حضور انور سے حاصل کی جائے ورنہ بغیر اجازت ذاتی کام کرنے والے واقفین نو سے متعلق حضور انور کا ارشاد ہے کہ اس کا معاملہ حضور انور کی خدمت میں وقف نو سے فراغت کے لیے پیش کر دیا جائے۔

واقفین نو اطفال اور خدام کی کونسلنگ، کیریئر پلاننگ اور دیگر تنظیمی

باقی صفحہ 29 پر ملاحظہ فرمائیں

اَللُّغَةُ الْعَرَبِيَّةُ

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام عربی زبان سیکھنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:

"میں یہ بھی اپنی جماعت کو نصیحت کرنی چاہتا ہوں کہ وہ عربی سیکھیں کیونکہ عربی کی تعلیم کے بدوں قرآن کریم کا مزا نہیں آتا۔ پس ترجمہ پڑھنے کے لئے ضروری اور مناسب ہے کہ تھوڑا تھوڑا عربی زبان کو سیکھنے کی کوشش کریں۔"

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 297۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

سَرَقَ الْخِيَاطُ دَخْرِيْصًامِنْ ثَوْبِيْ	درزی نے میرے کپڑے کی ایک تریز چرالی
اِسْقِنِيْ مَاءً صَرُدًا.	مجھے ٹھنڈا پانی پلا۔
مُلْكُنَا صَرُدٌ.	ہمارا ملک ٹھنڈا ہے۔
اَسْمِعْ رَاْيَتاً مَاقَرَءْتَ.	کھڑا ہو کر سنا جو تو نے یاد کیا۔
صَاكَ الطِّيْبُ بِثَوْبِكَ.	تیرا کپڑا خوشبو سے مہک رہا ہے۔
اِسْتَشِرْ ثُمَّ سِرْ.	پہلے مشورہ کر پھر سیر کر۔
اَعْرَوْرَيْتُ الفَرَسَ.	میں ننگے گھوڑے کی پیٹھ پر سوار ہوا۔
ضَرَبْتُ الْكَلْبَ فَانْبَتَتْ عَصَايَ.	میں نے کتے کو مارا تو میرا سونٹا خطا گیا۔
اَلْعَصَاعِلَاجُ مَنْ عَصٰى	سونٹا، نافرمان کا علاج ہے۔
نَاءَ زَيْدٌ بِحِمْلٍ.	زید بوجھ کو لے ہی نکلا۔
اِسْتَحْمَلْتُ زَيْداً فَمَا اَحْمَلَ.	مینے زید کو بوجھ اٹھوانے کے لئے کہا پس اس نہ اٹھوایا
تَعَالَوْا مَنْ يَّنْحَلُ اللَّبَنَ مِنَّا.	آؤ دیکھیں کہ کون ہم میں سے پہلے دودھ پیتا ہے
تالى زَيْدٌوَمَابَرَّ.	زید نے قسم کھائی اور پوری نہ کی۔
اِشْلِنِيَ السَّلَّةَ.	مجھے پٹاری اُٹھا دے۔
يَازَيْدُكَمْ وَظِيْفَةُ غَذَائِكَ؟	اے زید تو کتنی روٹی کھاتا ہے۔
يَاسَيِّدِيْ كَفَانِيْ عَشَرَقَاِنْ كَانَ مَعَهَا اِدَامٌ.	اے میرے سردار سالن سمیت دس روٹیاں کافی ہیں۔
يَاسَيِّدِيْ مَافَتْوَاكَ فِي الدِّعْبَلِ؟	اے میرے سردار مینڈک کے انڈوں کے بارہ میں تیرا کیا فتویٰ ہے۔
حَلَالٌ عِنْدَ الشَّافِعِيْ.	شافعی کے نزدیک حلال ہیں۔
يَاسَيِّدِيْ مَافَتْوَاكَ فِي الْمَكْنِ	اے میرے سردار گوہ کے انڈوں کے بارہ میں تیرا کیا فتویٰ ہے۔
حَلَالٌ كُلُوْاهَنِيئاً مَرِيْئاً.	حلال ہیں مزہ سے کھاؤ۔
يَاسَيِّدِيْ مَافتوَاكَ فِي السَّرْءِ.	اے میرے سردار ٹڈی کے انڈوں کے بارہ میں کیا فتویٰ ہے
حَلَالٌ كُلُوْا بِغَيْرِ كَرَاهَةٍ.	حلال ہیں بغیر کراہت کے کھاؤ۔
يَاسَيِّدِيْ هَاجَتِ الْهُجُوْمُ مِنْ نَحْوِ الشِّمَالِ.	شمال کی طرف سے سخت آندھی آئی ہے
قَمَصَ الْفَرَسُ.	گھوڑا اسیخ پا ہو گیا۔

بقیہ: واقفینِ نَو کا دورۂ کبابیر ... از صفحہ نمبر 19

ملی تھیں۔ وہاں ہمیں وہ جگہ دکھائی گئی جہاں پر عیسائی مذہبی طور پر بپتسمہ لیتے ہیں۔ یہ جگہ Jordan کے قریب ہے۔ اس کے بعد ہم Dead Sea دیکھنے گئے، جو دنیا کی سب سے گہری جگہ ہے۔ خدام کو پانی میں جانے کا موقع ملا جہاں خدام نے خود تجربہ کر کے دیکھا کہ انسان اس پانی میں ڈوب نہیں سکتے۔

13/جون 2019ء کو ہم ناصرہ (Nazareth) گئے اور حضرت مریم علیہا السلام کا گھر دیکھا۔ اس جگہ پر اب چرچ بنا دیا گیا ہے۔

اس کے بعد ہمیں ایک احمدی بھائی نے اپنی شہد کی فیکٹری factory دکھانے کے لیے دعوت دی ہوئی تھی۔ چنانچہ اُن کی فیکٹری دیکھنے کے لیے ہم گئے۔ انہوں نے ہمیں شہد کی مکھی کے بارہ میں تفصیل سے بتایا اور یہ بھی کہ شہد حاصل کرنے کے لیے کتنا وقت لگتا ہے اور مکھیاں شہد تیار کرنے کے لیے کیا کیا کام کرتی ہیں۔

بعد ازاں ہم عکہ (Akko) شہر گئے جو فلسطین کا ایک قدیم شہر ہے۔

14/جون 2019ء کو تمام واقفینِ نَو خدام نے مسجد محمود، کبابیر میں باجماعت جمعہ ادا کیا۔ لوکل جماعت سے ملنے کا موقع ملا، تصاویر ہوئیں اور واقفینِ نَو نے پیارے حضور کا براہ راست خطبہ جمعہ سنا۔ خطبہ جمعہ سننے کے بعد ایئر پورٹ کے لیے روانگی ہوئی۔

صبح تین بج کر 55 منٹ پر تمام واقفینِ نَو خدام خیریت سے مرکز احمدیت اسلام آباد، ٹلفورڈ یوکے پہنچے جہاں مکرم عبدالقدوس عارف صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ یوکے سے ملاقات ہوئی۔ اور اس طرح محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارا یہ سفر اپنے اختتام کو پہنچا۔ الحمد للہ۔

اس سفر کے دوران تمام نمازیں باجماعت ادا کی گئیں، روزانہ نماز تہجد کا اہتمام ہوا اور 38 واقفینِ نَو میں سے 29 واقفینِ نَو نے واقفینِ نَو کا لائحہ عمل مکمل پڑھا۔

28 جون 2019ء کو نمازِ عصر کے بعد اس دورہ میں شامل ہونے والے واقفینِ نو کو اپنے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ تصویر بنوانے کا شرف حاصل ہوا۔ ہم اپنے پیارے امام کے لیے ایک تحفہ بھی لے کر آئے تھے جو ہم نے اس موقع پر حضور انور کی خدمتِ اقدس میں پیش کیا۔

(رپورٹ: مشرف احمد۔ معاون صدر برائے وقفِ نو، مجلس خدام الاحمدیہ یوکے)

☆...☆...☆

بقیہ: وقف نو کے حوالہ سے چند اصولی ہدایات از صفحہ نمبر 27

کاموں میں رہنمائی کے لیے گزشتہ کچھ سالوں سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ مجلس خدام الاحمدیہ کی نیشنل عاملہ میں ایک معاون صدر کے تعین کی ہدایت فرما چکے ہیں۔

(9) پتہ تبدیل ہونے کی صورت میں نہایت ضروری ہے کہ اپنے مقامی اور نیشنل سیکرٹری وقف نو کو اطلاع دیں تا وہ اپنے ریکارڈ میں اپ ڈیٹ کر لیں اور خصوصاً ملک تبدیل ہونے کی صورت میں لازم ہے کہ اس کی اطلاع شعبہ وقف نو مرکزیہ لندن کو ضرور دی جائے۔ بعض احباب کئی کئی سال تک اپنے پتہ کی تبدیلی سے آگاہ نہیں کرتے۔ اگر وقف نو کا فارم پُر کرنے کے بعد سے آپ کا پتہ تبدیل ہو گیا ہے اور آپ نے ابھی تک اطلاع نہیں کی تو درخواست ہے کہ فوری طور پر شعبہ ہذا کو اپنے نئے پتہ کی اطلاع دیں۔

کسی بھی حوالہ سے خط و کتابت کرتے وقت وقف نو کا حوالہ نمبر ضرور درج کیا کریں۔

دفتر شعبہ وقف نو مرکزیہ کا پتہ مندرجہ ذیل ہے:

Waqf-e-NauOfficeCentral
22DeerParkRoad,London
SW193TL,UK

(10) وقف نو کی درخواستیں اور فارمز براہ راست شعبہ وقف نو مرکزیہ لندن کی فیکس پر بھی بھجوائے جاسکتے ہیں۔

دفتر کا فیکس نمبر درج ذیل ہے:

00442085447643

دفتر ہٰذا سے ٹیلیفون کے ذریعہ بھی رابطہ کیا جاسکتا ہے۔

دفتر کا ٹیلیفون 00442085447633 ہے اور دفتری اوقات لندن وقت کے مطابق صبح 10 بجے تا شام 7 بجے ہیں۔

دفتر کا ای میل ایڈریس مندرجہ ذیل ہے:

info@waqfenauintl.org

☆...☆...☆

از محمد کاشف خالد۔ مربی سلسلہ قادیان

عبرت کے مقامات کی سیر اور ایک مومن کی قلبی حالت

جہاں ایک طرف اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو عبرتناک مقامات کی سیر کرنے کا حکم دیا ہے وہیں دوسری طرف شارع قرآن حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اپنے قول و عمل سے سمجھا دیا کہ ایسے مقامات کو دیکھنے پر ایک حقیقی مومن کی دلی کیفیت کیا ہونی چاہئے اور اسے کس زاویے سے ان کھنڈرات میں محبت و خوف الٰہی کے دلی جذبات اجاگر کرنے چاہئیں۔ چنانچ اس حوالہ سے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ایک واقعہ یوں بیان فرماتے ہیں:

”ثمود قوم کی یہ خصوصیت تھی کہ وہ پہاڑوں کو تراش تراش کر اپنے لئے عمارتیں بنایا کرتی تھی۔ اس قوم کا دار الحکومت حجر تھا جو مدینہ منورہ اور تبوک کے درمیان ہے اور اس وادی کو جس میں حجر واقعہ ہے وادیٔ قریٰ کہا جاتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوۂ تبوک پر جا رہے تھے اور ہزاروں صحابہؓ آپ کے ساتھ تھے۔ چلتے چلتے راستہ میں حجر شہر آیا اور وہاں تھوڑی دیر کے لئے آپ نے پڑاؤ کیا۔ صحابہؓ نے یہ دیکھا تو انہوں نے اپنے آٹے نکالے اور گوندھ کر کھانا پکانے لگ گئے۔ ابھی تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا کہ یہ وہ مقام ہے جہاں خدا تعالیٰ کا عذاب نازل ہوا تھا اس لئے یہاں کا پانی کوئی نہ پیئے اور نہ کسی اَور مصرف میں لائے۔ چنانچہ حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا نَزَلَ الْحِجْرَ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ اَمَرَهُمْ اَنَّ لَا يَشْرَبُوْا مِنْ بِئْرِهَا وَلَا يَسْتَقُوْا مِنْهَا فَقَالُوْا قَدْ عَجَنَّا مِنْهَا وَاسْتَقَيْنَا فَاَمَرَهُمْ اَنْ يَّطْرَحُوْا ذٰلِكَ الْعَجِيْنَ وَيُهْرِيْقُوْا ذٰلِكَ الْمَاءَ۔

(بخاری کتاب الانبیاء)

یعنی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک کو جاتے ہوئے حجر مقام پر اُترے تو آپ نے صحابہ کو حکم دے دیا کہ نہ تو وہاں کے کنوؤں کا پانی خود پئیں اور نہ پینے کے لئے ساتھ لیں۔ تو لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ہم نے تو اس پانی سے آٹے گوندھ لئے ہیں اور پانی بھی لے لیا ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گوندھے ہوئے آٹے کو پھینکوانے اور جمع شدہ پانی کو گرانے کا حکم دے دیا۔

دیکھو اللہ تعالیٰ کے انبیاء خدا تعالیٰ کے غضب سے کس قدر ڈرا کرتے ہیں کہ باوجود اس کے کہ وہ لوگ مر گئے جن پر غضب نازل ہوا تھا، وہ شہر اُجڑ گیا جو اُس غضب کا نشانہ بنا تھا۔ سالوں کے بعد سال اور صدیوں کے بعد صدیاں گزرتی چلی گئیں مگر اس قدر مدت دراز گزرنے کے باوجود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حالت تھی کہ وہ آج بھی اس مقام پر خدا تعالیٰ کا غضب نازل ہوتے دیکھ رہے تھے۔ آج بھی اس مقام پر خدا تعالیٰ کے فرشتوں کو لعنت کرتے دیکھ رہے تھے۔ آپ نے اتنا بھی پسند نہ کیا کہ اُس جگہ کے پانی سے گندھا ہوا آٹا صحابہ استعمال کریں۔ آپ نے فوراً حکم دیا کہ اپنے گندھے ہوئے آٹے کو پھینک دو، سواریوں پر چڑھ جاؤ اور فوراً اُس مقام سے نکل جاؤ کہ یہ وہ مقام ہے جو خدا تعالیٰ کے غضب کا نشانہ بنا تھا۔“

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ مزید فرماتے ہیں:

”تم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف دیکھو اور غور کرو۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خدا تعالیٰ کے غضب کے مقام کو کتنا بُرا جانا اور کس طرح اُس سے نفرت کا اظہار کیا کہ گندھا ہوا آٹا پھینکوا دیا۔ اور یہ پسند نہ کیا کہ اُس آٹے کا ایک لقمہ تک کسی صحابی کے اندر جائے حالانکہ وہ ایام سخت تنگی کے تھے۔ صحابہ کی مالی اور اقتصادی حالت سخت کمزور تھی۔ خود صحابہ بیان کرتے ہیں کہ ہم بعض دفعہ کھجوروں کی گٹھلیاں کھا کھا کر گزارہ کیا کرتے تھے۔ اس تنگی کے باوجود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منوں آٹا پھینکوا دیا اور اس بات کی ذرا بھی پروانہ کی

کیہ لشکر کا کیا بنے گا۔ اس غزوہ میں تین ہزار صحابی آپ کے ساتھ تھا۔ اگر فی کس ایک پاؤ آٹے کا بھی اندازہ لگایا جائے تو قریباً آٹھ سو سیر یا بیس من کے قریب آٹا ایسے زمانہ میں جبکہ اُن کے پاس کھانے پینے کے وافر سامان نہیں ہوا کرتے تھے حُکماً پھینکوا دیا گیا۔" (تفسیر کبیر جلد 8 صفحہ 541-542)

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ پر چلتے ہوئے ہمیں اپنی حالتوں پر غور کرنا چاہئے کہ ہمارے دلوں میں خدا کی سزا کا خوف کس قدر ہے۔ جب بھی ہم ایسے قابل عبرت مقام پر جائیں تو ہمارے دل خدا کے خوف سے لرزاں ہونے چاہئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درج ذیل الفاظ اس ضمن میں اسلامی تعلیمات کا نچوڑ ہیں۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں:

لَا تَدْخُلُوْا مَسَاكِنَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا أَنْفُسَهُمْ إِلَّا أَنْ
تَكُوْنُوْا بَاكِيْنَ أَنْ يُّصِيْبَكُمْ مِثْلَ مَا أَصَابَهُمْ

(صحیح البخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب قول اللہ تعالیٰ: الی ثمود اخاھم صالحاً)

ترجمہ: ان لوگوں کی بستیوں میں نہ داخل ہو جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا، بجز اس حالت میں کہ گریہ میں ہو۔ کہیں تمہیں بھی وہی مصیبت نہ پہنچے جو اُن کو پہنچی تھی۔

بابرکت مقامات کا ادب و احترام

ہمیں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ وہ مقامات جہاں پر اللہ تعالیٰ کے فرشتے اس کا کلام لے کر اور بیشمار برکات کے ساتھ نازل ہوئے ہوں، جہاں انبیاء، صلحاء، اولیاء نے دعاؤں میں راتیں گزاری ہوں اور دین کی خدمت کرتے ہوئے دن گزارے ہوں، جہاں خدا کی رحمت کے نشان ظاہر ہوئے ہوں ہم ان مقامات کی بہت عزت کیا کریں اور اِن مقامات کی برکتوں سے حصہ لینے کے لئے ان سے دلی عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے خدا کے حضور سر بسجود ہوں۔

آنحضرت ﷺ کی سیرت سے واضح ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی ایسے بابرکت مقام کا رُخ فرماتے تو آپ کے دل میں اس مقام کے لئے بے انتہا ادب ہوتا۔ اس جگہ جا کر آپ ﷺ کے پاک و صاف دل پر خدا تعالیٰ کی خشیت طاری ہو جاتی اور سوائے خدا تعالیٰ کی ذات کے آپ ﷺ کسی اَور طرف توجہ نہیں فرماتے۔ چنانچہ اسلام میں ایسے بابرکت مقامات میں سے اعلیٰ درجہ کا مقام مساجد کو حاصل ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے گھر ہیں۔ اس حوالہ سے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"مساجد خدا کا گھر کہلاتی ہیں اور مساجد وہ مقام ہیں جو خدا تعالیٰ کی عبادت کے لئے مخصوص ہیں۔ مگر لوگ جب مساجد میں آتے ہیں تو وہ ہزار قسم کی بکواس کرتے ہیں۔ آپس میں دنیاوی معاملات پر لڑتے جھگڑتے ہیں۔ ایک دوسرے کو جوش میں گالیاں بھی دے دیتے ہیں۔ غیبت بھی کر لیتے ہیں اور انہیں ذرا بھی یہ احساس نہیں ہوتا کہ وہ خدا کے گھر میں بیٹھ کر کس قسم کی شرمناک حرکات کر رہے ہیں۔ انہیں تو چاہئے تھا کہ وہ جب تک مساجد میں رہتے اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اُن کی زبانیں تر رہتیں مگر وہ بجائے ذکر الٰہی کرنے کے دنیوی امور میں اپنے قیمتی وقت کو ضائع کر کے خدا تعالیٰ کی ناراضگی کے مرتکب بن جاتے ہیں۔"

(تفسیر کبیر جلد 8 صفحہ 542)

پس ہمیں اس بات کی طرف توجہ کرنی چاہئے کہ مساجد کا ادب و احترام کس حد تک ایک مومن کے ایمان کا حصہ ہے۔ حضور ﷺ کا اسوۂ حسنہ ہمارے لئے بہترین نمونہ ہے۔ آپ ﷺ کے مبارک ارشادات ہماری راہنمائی فرماتے ہیں کہ مسجد کے آداب کیا ہیں جنہیں ہم بچپن ہی سے سنتے چلے آئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے کسی بھی حکم کی نافرمانی کا لازمی نتیجہ انسان کے دیگر اعمال اور اس کی سوچ و کردار پر بھی پڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو احکام الٰہی پر کاربند رہنے اور انہیں ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

زیارت مقامات مقدسہ اور ایک مومن کی قلبی حالت

بابرکت مقامات میں آپ جتنا بھی وقت گزاریں یہ آپ کے روحانی معیار میں ترقی کا موجب ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام قادیان میں مبعوث ہوئے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہؓ کی قادیان کی زیارت پر کیا کیفیت ہوتی تھی؟

حضرت میاں محمد عبد اللہ صاحب سنوریؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے ایک دفعہ حضرت صاحب (حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ناقل) سے عرض کیا کہ حضور جب میں قادیان جب آتا ہوں... میں دیکھتا ہوں کہ یہاں وقتاً فوقتاً یکلخت مجھ پر بعض آیاتِ قرآنی کے معنے کھولے جاتے ہیں اور میں اس طرح محسوس کرتا ہوں کہ گویا میرے دل پر معانی کی ایک پوٹلی بندھی ہوئی گرا دی جاتی ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ ہمیں قرآن کے معارف دے کر ہی مبعوث کیا گیا ہے اور اسی کی خدمت ہمارا فرض مقرر کی گئی ہے۔ پس ہماری صحبت کا بھی یہی فائدہ ہونا چاہئے۔

(سیرۃ المہدی جلد اوّل روایت نمبر 111، صفحہ 90)

اسی طرح حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے ایک جلیل القدر صحابی جو کابل افغانستان سے ایک لمبا اور تکلیف دہ سفر طے کر کے قادیان کی زیارت کے لئے آیا کرتے تھے اور مخالفت کے باوجود اسی بستی کو اپنا گھر بنانے کے مشتاق تھے۔ حضرت صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب شہیدؓ نے فرمایا:

"قادیان شریف میں وہی آرام سے رہتا ہے جو درود شریف بہت پڑھتا ہے اور حضرت مسیح موعودؑ کے اہل بیت سے محبت رکھتا ہے۔ مسجد مبارک میں اللہ تعالیٰ نے مکہ اور مدینہ کی برکتیں نازل کی ہیں۔"

(الفضل انٹرنیشنل 11 جولائی تا 17 جولائی 2003ء)

پس وہ بستی جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور وہ بستی جہاں آپ ﷺ کے غلامِ صادق کا ظہور ہوا، دونوں ہی اس کرۂ ارض پر برکات الٰہیہ کا مظہر ہیں۔ضرورت ہے تو اس بات کی کہ ہم ان مقامات کی برکتوں کو حتی الوسع سمونے والے بنیں۔ حضرت مصلح موعودؓ نے احمدیوں کو بار بار قادیان آنے اور اس کی برکات سے حصہ لینے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے ایک موقع پر فرمایا کہ مَیں آپ لوگوں کو اس طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں ... کہ کثرت سے قادیان آؤ اور بار بار آؤ کہ تمہارے ایمان تازہ رہیں اور تمہاری خشیت اللہ بڑھتی رہے۔ ... قادیان

میں نہ صرف قرآن شریف علمی طور پر حاصل ہوتا ہے بلکہ عملی طور پر بھی ملتا ہے۔... پھر یہاں کی ایک ایک اینٹ ایک ایک مکان حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کی دلیل ہے... فرداً فرداً اسی کے لئے دعا کی تحریک پیدا ہوتی ہے جو بار بار سامنے آئے۔ پس اس بات کو مد نظر رکھ کر بھی یہاں آؤ۔

دنیاوی اور روحانی مملکت

مسلمان بادشاہوں نے جب ہندوستان پر اپنی حکومت قائم کی تو ساتھ ہی انہوں نے اپنی سلطنت کو دوام بخشنے کیلئے بلند و مضبوط قلعوں اور شاندار محلوں کی بھی تعمیر کرائی۔ ان لوگوں کے تعمیراتی ہنر کی وجہ سے ان شہروں کو دنیا میں ایک خاص مقام حاصل ہو گیا اور لوگ ان کھنڈرات کا دیدار کرنے کے لئے سفر کرتے ہیں۔ یہ دنیا کیسی عبرت کی جگہ ہے کہ انسان جتنا اونچا ہوتا ہے اتنا ہی گرتا ہے۔

ایک طرف تو یہ دنیاوی جاہ و حشمت والے مغل بادشاہ تھے جن کی بنائی ہوئی عمارات و محلات وقت کے ساتھ ساتھ کھنڈرات میں تبدیل ہوتے جا رہے ہیں۔ ان کے خزانے ماضی کے قصے بن کے رہ گئے ہیں۔ دوسری طرف قادیان کی چھوٹی گمنام بستی سے اُٹھنے والا ایک روحانی مغل بادشاہ ہے جس نے اللہ تعالیٰ کے اِذن و تائید کے ساتھ ایک ایسی حکومت کی بنیاد ڈالی جو قیامت تک قائم رہنے والی اور پہلے سے مزید مضبوط ہونے والی ہے۔ اس روحانی حکومت کے محلات اور منارے وقت کے ساتھ ساتھ خوبصورتی کی نئی منازل طے کر رہے ہیں۔ قادیان دارالامان کی تعمیراتی ترقی اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ روحانی علوم و معارف کے وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے انہیں آپؑ نے دنیا کے سامنے رکھا۔ آپؑ کی بستی سے ظاہر ہونے والا یہ خزانہ کبھی کم ہونے والا نہیں بلکہ آپ کے خلفاء کے ذریعہ اس میں اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔ نیز آپؑ کی اولاد کے متعلق اللہ تعالیٰ نے جو بھی بشارات آپؑ کو دی ہیں وہ بھی بڑی شان کے ساتھ ظاہر ہو رہی ہیں۔ آپؑ نے اپنے ماننے والوں کو بار بار تاکید کی کہ وہ اس بستی کی زیارت کے لئے آتے رہا کریں۔ بعض احباب کو یہ خیال آتا ہے کہ ہم یہاں رہ کر آپؑ پر بار ہیں اور بیکار کیا کرتے ہیں۔ اس پر حضور اقدس نے فرمایا کہ یہ شیطانی وسوسہ ہے۔ جو شخص ایسا خیال کرتا ہے کہ آنے میں اس پر بوجھ پڑتا ہے یا ٹھہرنے میں ہم پر بوجھ ہو گا۔ اُسے ڈرنا چاہئے وہ شرک میں مبتلا ہے۔ ہمارا تو یہ اعتقاد ہے کہ اگر سارا جہاں ہمارا عیال ہو جائے تو ہماری مہمات کا متکفل خود خدا تعالیٰ ہے۔ ہم پر ذرا بھی بوجھ نہیں۔ ہمیں تو دوستوں کے وجود سے بڑی راحت پہنچتی ہے۔ پھر فرمایا: یہ ایام پھر نہ ملیں گے اور یہ کہانیاں رہ جائیں گی۔ (رجسٹر روایات۔ جلد 4، صفحہ 18-17)

آخر پر خاکسار اس ضمن میں سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کا ایک اقتباس سے اپنے مضمون کا اختتام کرتا ہے:

"مومن کے ایمان کی سچی علامت یہی ہے کہ جب وہ کسی ایسے مقام سے گذرے جو خدا تعالیٰ کے کسی عذاب کو یاد دلانے والا ہو تو وہاں اُس کے اعضاء اور جوارح سے کسی قسم کی بیباکی ظاہر نہ ہوتی ہو بلکہ اللہ تعالیٰ کا خوف اور اس کی خشیت اس کے دل پر طاری ہو اور وہ اس عذاب کو اپنی آنکھوں سے اس طرح دیکھ رہا ہو جس طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر میں اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوتے دیکھا۔ اسی طرح جب وہ مسجد میں آئے یا کسی ایسی جگہ جائے جہاں خدا تعالیٰ نے اپنا کوئی نشان ظاہر کیا ہو تو وہاں فضول اور لغو باتیں نہ کرے بلکہ ذکر الٰہی اور خدا تعالیٰ کی یاد کرے۔ نمازیں پڑھے، دعاؤں میں مشغول رہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل کو زیادہ سے زیادہ جذب کرنے کی کوشش کرے یا اگر باتیں ہی کرنی ہوں تو دین کی باتیں کرے۔" (تفسیر کبیر جلد 8 صفحہ 543)

پس یہ ہیں وہ آدابِ مقامات جو مسلمانوں کے دلوں میں ہونے چاہئیں۔ آج ہمیں اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ایک پیارا نبی ہمارے ملک میں پیدا ہوا اور اپنے کام کی بنیاد ڈال کر فوت بھی ہو گیا۔ اس کی زندگی جس بستی میں گزری آج وہ ہمارے سامنے ہے۔ ہم میں سے بعض تو اسی بستی کے مکین ہیں اور بعض کو وقتاً فوقتاً اس بستی کی زیارت کا موقع ملتا رہتا ہے۔ خدا کے مامور کے اس مبارک مقام سے ہم کس قدر روحانی فائدہ حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں؟ جب ہم بہشتی مقبرہ میں مزار حضرت مسیح موعودؑ پر دعا کرنے کے لئے جاتے ہیں تو کیا ہمارے اندر وہ کیفیت پیدا ہوتی ہے جو ہونی چاہئے؟ مساجد کا احترام ہمارے دلوں میں پیدا ہوا ہے اور کس قدر ہم اس کے مطابق عمل بھی کرتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ ہمیں آدابِ مقامات کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین ثم آمین

☆...☆...☆

بچے کے کان میں اذان کہنے کی حکمت

اللہ تعالیٰ کا ہر حکم حکمت اور دانائی سے بھرا ہوا ہوتا ہے۔ اور یوں جب اس ذاتِ حکیم و علیم کے منشا کے مطابق اس کے بھیجے ہوئے اور پیارے رسول کسی بات سے منع فرماتے ہیں یا کوئی تعلیم دیتے ہیں تو وہ بھی نہایت پُر حکمت اور خاص نشانات اپنے اندر رکھتی ہے۔ ایسی ہی ایک بظاہر معمولی سی نظر آنے والی بات اسلام میں بچے کے کان میں اذان کہنا ہے، جس کا ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے حکم فرمایا ہے۔ آخر اس کی اہمیت کیا ہے؟ اس کے بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ بیان فرماتے ہیں:

فرانس میں ایک دفعہ ایک لڑکی کو دورے پڑنے شروع ہوئے جب اسے دورہ پڑتا تو وہ جرمن زبان میں بعض دعائیں پڑھنا شروع کر دیتی۔ وہ فرانسیسی لڑکی تھی اور جرمن زبان کا ایک حرف بھی نہیں جانتی تھی۔ جب دورے میں اس نے جرمن زبان میں باتیں شروع کیں تو اس وقت کے ڈاکٹروں نے فوراً شور مچادیا کہ اب تو جنّ ثابت ہوگئے۔ یہ لڑکی تو جرمن نہیں جانتی، یہ جو جرمن بول رہی ہے تو ضرور اس کے سر پر جن سوار ہے۔ آخر ایک ڈاکٹر نے اس کے متعلق تحقیقات شروع کیں۔ وہ حافظہ کا بڑا ماہر تھا۔ جب اس نے تحقیق کی تو اسے معلوم ہوا کہ جب یہ لڑکی دو اڑھائی سال کی تھی تو اس وقت اس کی ماں ایک جرمن پادری کے پاس ملازم تھی۔ جب وہ پادری جرمن زبان میں سرمن (sermon) پڑھتا تو یہ لڑکی اس وقت پنگھوڑے میں پڑی ہوتی تھی۔ جب اسے یہ بات معلوم ہوئی تو وہ اس جرمن پادری کی تلاش میں نکلا۔ اسے معلوم ہوا کہ وہ جرمن پادری اس وقت سپین میں ہے۔ سپین پہنچنے پر معلوم ہوا کہ وہ پادری ریٹائر ہو کر جرمنی چلا گیا ہے، تو وہ اس کی تلاش میں جرمنی پہنچا۔ وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ وہ پادری مر گیا ہے۔ مگر اس نے اپنی کوشش نہ چھوڑی اور اس کے گھر والوں سے کہا کہ اگر اس پادری کے کوئی پرانے کاغذات ہوں تو وہ مجھے دکھائے جائیں۔ گھر والوں نے تلاش کر کے اسے بعض کاغذات دے دیئے۔ جب اس نے ان کاغذات کو دیکھا تو اسے معلوم ہوا کہ وہ دعائیں جو بے ہوشی کی حالت میں وہ لڑکی پڑھا کرتی تھی وہ وہی ہیں جو اس پادری کی سرمن (sermon) تھی۔ اب دیکھو، دو اڑھائی سال کی عمر میں ایک پادری نے اس کے سامنے بعض باتیں کیں جو اس کے دماغ میں اللہ تعالیٰ نے محفوظ کر دیں۔

یہی وجہ ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب کسی مسلمان کے گھر میں بچہ پیدا ہو تو فوراً اس کے ایک کان میں اذان اور دوسرے کان میں اقامت کہو۔ یورپ کے مدبرین نے تو آج یہ معلوم کیا ہے کہ انسانی دماغ میں سالہا سال کی پرانی چیزیں محفوظ رہتی ہیں۔ مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے چودہ سو سال پہلے اس نکتہ کی طرف توجہ دلائی اور فرمایا کہ بچہ کے پیدا ہوتے ہی تم اس کے کان میں اذان کہو کیونکہ اب وہ دنیا میں آگیا ہے اور اب اس کا دماغ اس قابل ہے کہ وہ تمہاری باتوں کو محفوظ رکھے۔

(سیر روحانی جلد دوم صفحہ 138)